جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

مئی
2004ء

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

# انوارِ مدینہ
لاہور

اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ

نفیس

بنیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانیِ جامعہ مدنیہ جدید

ماہنامہ

# انوار مدینہ

جلد : ۱۲ | ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ۔ مئی ۲۰۰۴ء | شمارہ : ۵



مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور


## بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳روپے..........سالانہ ۱۵۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی....سالانہ ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش.................سالانہ ۶ امریکی ڈالر

امریکہ، افریقہ.........................سالانہ ۱۶ ڈالر

برطانیہ.........................سالانہ ۲۰ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

## ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے


دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311

خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310

فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662

رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702

موبائل : 092- 333 - 4249301



مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| حرف آغاز | | ۳ |
| درس حدیث | حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ | ۸ |
| سرورِ کونین ﷺ کی حیاتِ طیبہ | حضرت مولانا محمد عثمان معروفی ؒ | ۱۲ |
| حضرت حاجی سید محمد عابد صاحب ؒ | حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ | ۱۹ |
| موت العالِم موت العالَم | | ۲۸ |
| نعتِ رسول ﷺ | احسان دانش | ۳۰ |
| سیرۃ نبوی اور مستشرقین | حضرت مولانا شمس الحق افغانی ؒ | ۳۲ |
| زیر تعمیر عمارت کا نقشہ | | ۳۸ |
| نصابِ تعلیم | حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ | ۳۹ |
| خواتین کا عشق رسالت | محترمہ مسز طاہرہ کوکب صاحبہ | ۴۲ |
| بھیج تو اُن پہ دُرود اُن پہ صلوٰۃ اُن پہ سلام۔ سیّد امین گیلانی صاحب | | ۴۹ |
| دینی مسائل | | ۵۰ |
| حاصل مطالعہ | حضرت مولانا نعیم الدین صاحب | ۵۳ |
| تنقید و تقریظ | | ۶۰ |


جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

jmj786_56@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد

گزشتہ ماہ کی ۲۶؍تاریخ کے روزنامہ نوائے وقت نے ہندوستان اور پاکستان کے مابین گزشتہ ماہ پاکستان میں ہونے والے کرکٹ میچوں کے موقع پر منعقد ہونے والی رقص وسرور کی فحش محفلوں کا رونا رویا ہے اور ان خبروں کے ساتھ اُن بیہودہ محفلوں کی تصاویر بھی شائع کی ہیں اِن میں سے ایک تصویر کے پس منظر میں بالکل قریب لاہور کی بادشاہی مسجد بھی نمایاں نظر آرہی ہے اس پر کسی تبصرہ سے پہلے نوائے وقت کی خبر کا متن ملاحظہ فرمائیں :

> پاکستانیوں نے کافروں کو مارنے کی بجائے اب شراب پینا شروع کردی ہے۔ پاکستانی گھر شراب خانے بن چکے، خواتین ڈانس پارٹیوں کی شوقین اور مخلوط پارٹیوں میں کچھ پتہ نہیں چلتا کون کس کا شوہر اور کس کی بیوی ہے۔ پاکستانیوں کے بارے میں یہ انتہائی توہین آمیز باتیں ''پاک بھارت دوستی'' کرکٹ سیریز میں پاکستانیوں کی روایتی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونیوالے بھارتی صحافیوں کی ہیں۔ بھارتی اخبار میں شائع ہونے والے مضمون میں مانو جوزف نے پاکستانیوں کا ''احوال'' بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک اتوار کی رات لاہور کے ایک پوش گھر میں جب دعوت پر پہنچا تو اندر داخل ہوتے ہی چست انگریزی لباس پہنے نوجوان خوبصورت خواتین آپ کو بہکانے کیلیے تیار تھیں جو مردوں کے گرد بکھری پڑی تھیں لیکن یہاں یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں سے کون کس کی بیوی ہے۔ پارٹی میں شراب کی بوتلیں میزوں پر ''سج'' چکی تھیں۔

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ جنرل مشرف کی ''عملی'' حکومت آنے کے بعد پولیس کی طرف سے شرابیوں کے منہ سونگھنے کا سلسلہ موقوف ہو چکا شراب نوشی پر قید اور کوڑوں کی سزا عملاً ختم ہو چکی ہے اور اس پارٹی میں بھی شراب نوشی بغیر کسی خوف و دباؤ کے ہوتی رہی۔ مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ماڈرن لڑکیاں اور لڑکے مغربی لباس زیب تن کیے سڑکوں پر چلتے دکھائی دیتے ہیں مگر افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہ نظارہ کبھی کبھار ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ بھارتی صحافی کے مطابق ایسی پارٹیوں میں شریک نوجوانوں میں جنرل مشرف بہت مقبول ہیں جو مولویوں کے خلاف ان کی لڑائی کے بڑے معترف ہیں۔ بعض نوجوانوں نے اس اُمید کا اظہار کیا کہ وہ (مشرف) ایسا وقت بھی لے آئیں گے جب پاکستان میں شراب خانے ریسٹورنٹس کی جگہ لے لیں گے۔ مضمون نگار کے مطابق پاکستان میں بھارتیوں کو جگہ جگہ بھائی چارے اور امن کا نہ رکنے والا وعظ سننا پڑا ہے۔ یہاں ہر شخص یہاں تک کہ زیرِ زمین مافیا کارکن بھی احمقانہ جذبے کے ساتھ اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہتا ہے کہ بھارتی ہمارے دوست ہیں۔ پاکستان میں کوئی بھی بھارتی اس ''احمقانہ'' رویہ سے بچ نہیں سکتا۔ دیگر بھارتی صحافیوں نے بھی اپنے تبصروں میں پاکستانی معاشرے کو طوائفوں اور شراب کا زیرِ زمین کاروبار کرنے والوں کا گڑھ قرار دیا۔

بھارت کے ہفت روزہ آؤٹ لک کے ۱۵/اپریل ۲۰۰۴ء کے شمارے میں چھپنے والی سٹوری Pathan Suits US Fine کے مصنف درشان ڈیسائی نے لکھا کہ کرکٹ سیریز ختم ہونے کے بعد بھارت میں موبائل فون کے ایس ایم ایس پیغامات کے ذریعے یہ نعرہ عوام میں پہنچایا گیا کہ ''جیت مبارک'' ''سپنا سچا ہو گیا، کشمیر تو اپنا تھا، کراچی اور لاہور بھی اپنا ہو گیا''۔ یہ نعرہ کئی شہروں میں بھارتی ٹیم کی جیت کی خوشی میں نکلنے والے جلوسوں میں بھی لگتا رہا۔ دیگر بھارتی صحافیوں نے بھی پاکستانی معاشرہ کی عجیب و غریب تصاویر اپنے قارئین کو پیش کیں۔

مضمون میں لاہور کے معروف سیاستدان یوسف صلاح الدین کے گھر پر ہونے والی پارٹیوں کا ذکر ہے۔ مضمون کے مطابق ۲۴/مارچ کی رات کو یوسف صلاح الدین کی حویلی میں پارٹی ہوئی جہاں دالان کے ایک کونے میں شراب کی بار بنائی گئی تھی۔ ٹنڈولکر اور گنگولی کے سوا تمام بھارتی کرکٹرز وہاں موجود تھے۔ یہاں ڈانس فلور پر ہر پاکستانی لڑکی یوراج سنگھ کے ساتھ ڈانس کرنا چاہتی تھی۔ عمران خان پارٹی میں آخر تک موجود رہے اسی طرح کی پارٹی یوسف صلاح الدین نے

۲۱؍ مارچ کی رات کو بھی دی تھی۔ اس پارٹی میں بھارت کے قومی سلامتی کے مشیر برجیش مشرا، بھارتی وزیرِ اعظم کے داماد رانجن بھٹاچاریہ، پاکستان کے وزیرِ خزانہ شوکت عزیز اور عمران خان نے شرکت کی۔ یہ شخصیات یوسف صلاح الدین کی حویلی میں رات رہیں جہاں پارٹی کے علاوہ کرن نامی خاتون کا ڈانس اور راحت فتح علی کی قوالی بھی ہوئی۔ لاہور کے ون ڈے میچوں کے دوران شہر میں مختلف باتیں گردش کرتی رہیں۔ ایک اطلاع یہ تھی کہ پاکستان کے فاسٹ باؤلر شعیب اختر ایک بھارتی خاتون کے ساتھ لاہور کی ہیرا منڈی میں واقع ریسٹورنٹ میں پائے گئے۔ یہ بھارتی خاتون پچیس ہزار کے عوض ایک رات گزارنے کے لیے مشہور ہے۔

لاہور کی ایک پارٹی کے دوران ایک بھارتی مہمان نے لاہور کے شہریوں کے رویے کے بارے میں یہ گھٹیا جملہ کہا کہ Lahore is like a bitch in heat with no dog in sight [۱] پاکستان کی مہمان نوازی کی تعریفیں کرنے والے بھارتیوں خصوصاً ان کے میڈیا افراد نے پاکستان، اس کے عوام اور اس کی سوسائٹی کی تذلیل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ لاہور شہر میں شراب اور ڈانس کی پارٹیوں کا حال لکھنے کے بعد کراچی کا ذکر کرتے ہوئے بھی بھارتی میڈیا نے زہر فشانی میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ کراچی کا نقشہ یوں پیش کیا گیا جیسے شہر کے کونے کونے میں شراب کے اڈے، ڈانس کے کلب اور طوائفوں کے ٹھکانے ہیں۔ آؤٹ لک میگزین کے ۱۲؍ اپریل کے شمارے میں کراچی کی نائٹ لائف کے قصے اس طرح لکھے گئے ہیں جن کا مقصد سوائے کراچی شہر کے باسیوں کی تذلیل کے اور کچھ نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی مضمون میں کراچی کے بارے میں لکھا ہے کہ کراچی کے لوگ اسے ممبئی جیسا سمجھتے ہیں۔ کراچی پریس کلب کے بارے میں فاضل مضمون نگار کی رائے ہے کہ یہاں ہر وقت واڈکا اور سکاچ شرابوں کی بوتلیں کھلی ملتی ہیں کیونکہ ہر وقت سینئر اخبار نویس یہاں بیٹھے شراب نوشی کرتے رہتے ہیں۔

بھارتی صحافیوں اور دانشوروں کے یہ تبصرے ہمارے لیے باعث حیرت نہیں ہیں البتہ مسلم لیگیوں کو اگر اس پر حیرت ہوئی ہو تو قرین قیاس بھی ہے کیونکہ لیگیوں کا طبقہ عرصہ دراز سے ہندوؤں کی کاسہ لیسیوں میں مصروف ہے۔ لاہور میں ہندو اداکاروں اور سکھ گویّوں کے گرم جوش میزبان یوسف صلاح الدین ہیں جو علامہ اقبال مرحوم کے نواسہ ہیں اور

[۱] اس کا ترجمہ یہ ہے : "لاہور ایسے ایک ایسی گرم جوش کتیا کی طرح ہیں جس کو کوئی کتا میسر نہیں ہے"۔

فحاشی کا گڑھ اُن کی حویلی لاہور کی ہیرا منڈی میں واقعہ ہے۔ ان تقریبات میں ہندوستان سے آئے ہوئے قائداعظم کے نواسہ بطورِ مہمان شریک تھے یعنی علامہ اقبال مرحوم کے نواسہ میزبان تھے اور قائداعظم کے نواسہ مہمان تھے ۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

تاہم لاہوریوں کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اپنی "زندہ دلی" پر قابو نہ رکھ سکے اور ہندوؤں کی بسنت اور اسی طرح کی دیگر ہندوانی تہواروں میں ایسے بدمست ہوئے کہ ہندوؤں کو بھی شرمادیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہندوؤں ہی کی نظر میں اپنے کو گرالیا اور اتنا گرایا کہ اُن کے ہندو مہمان ان کو "پُرجوش کتیا" کے لقب سے نواز گئے اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مسلمانوں کے ساتھ یہ طرزِ عمل یہودیوں اور انگریزوں کا بھی رہا ہے اور رہے گا اور مسلم لیگ کا طبقہ اُن کی بھی اسی طرح کاسہ لیسیاں کرتا رہا ہے اور کررہا ہے جس طرح آج ہندوؤں کی کررہا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا نہ تن

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ سب کافر مسلمانوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔ اس لیے عزت کی زندگی گزارنے کے لیے ہم کو صرف اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا پڑے گا بصورتِ دیگر ذلت وخواری کے سوا ہم کو کچھ نہ ملے گا۔ ان افسوس ناک خبروں پر مزید تبصرہ کرنے کے بجائے ہم آج سے ساٹھ برس قبل شاعرِ حریت حضرت علامہ انور صابریؒ کی نظم بطورِ تبصرہ قارئین کرام کی نظر کرتے ہیں اِس کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ جو چیز نوائے وقت آج دیکھ رہا ہے ان درویشوں کی نگاہِ دُوربین نے ساٹھ برس قبل دیکھ لی تھی۔

## پاکستان میں کیا کیا ہوگا

چار طرف مے خانے ہوں گے گردش میں پیمانے ہوں گے
رِندوں کی شمشیر کے نیچے مذہب کے دیوانے ہوں گے
ختم نئے ماحول کے اندر واعظ کے افسانے ہوں گے

پاکستان میں کیا کیا ہو گا
سر سے پا تک دھوکا ہو گا

جشنِ تخت و تاج کریں گے تا بحدِ معراج کریں گے
مذہب ہی کی اوڑھ کے چادر دولتِ دیں تاراج کریں گے
ابن علیؓ کے دشمن بن کر شمر کے بیٹے راج کریں گے

پاکستان میں کیا کیا ہو گا
سر سے پا تک دھوکا ہو گا

دُور نہ ہوگی فاقہ مستی    یوں ہی رہے گی فقر کی پستی
ہٹ نہ سکے گی مِٹ نہ سکے گی    دولت کی انسان شکستی
مسلم لیگی دور میں ہوگی    دولت مہنگی غربت سستی

پاکستان میں کیا کیا ہو گا
سر سے پا تک دھوکا ہو گا

غیروں سے یارانے ہوں گے    اپنے سب بیگانے ہوں گے
شمع بنے گا خونِ غریباں    روشن عشرت خانے ہوں گے
پرجا کے غمگیں دلوں پر    راجہ خنجر تانے ہوں گے

پاکستان میں کیا کیا ہو گا
سر سے پا تک دھوکا ہو گا

رحم سے خالی ہر دل ہو گا    حاکم جَور کا حامل ہو گا
ڈوبے گی ایمان کی کشتی    غرقِ طوفان ساحل ہو گا
بھیس میں انساں کے خود انساں    انسانوں کا قاتل ہو گا

پاکستان میں کیا کیا ہو گا
سر سے پا تک دھوکا ہو گا

(ماخوذ از تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک ص ۶۹)

نوائے وقت کی انور صابری مرحوم سے اس ناگہانی ''ہم نوائی'' کے موقع پر ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ جناب مجید نظامی صاحب آنکھیں کھولیں گزشتہ اعمال پر توبہ تلہ کریں اور انور صابریؒ کے مزار پر جا کر یوں کہیں :

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

# درس حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۴ سائیڈ اے/ ۸۵-۲-۱

## حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا اسلام لانا، بدخصلت یہودی حق کو چھپاتے تھے عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ کو بھی جنت کی بشارت

**الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین اما بعد !**

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کسی آدمی کے بارے میں جو چلتا پھرتا ہو زندہ ہو یہ کلمات نہیں سنے کہ وہ آدمی جنتی ہے سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودی تھے اور جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ہجرت فرما کر تشریف لائے تو یہودیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے، یہ تورات کے عالم تھے۔

### بدخصلت یہودیوں کی رائے کا تضاد :

یہودی ان کے علم، تقوٰی اور پرہیزگاری کی تعریف کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ سیّدنا وابن سیّدنا یہ ہمارا سردار ہے سردار کا بیٹا ہے، حتی کہ جب انھیں معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہو گئے تو پھر انھوں نے کہا کہ شرّنا وابن شرّنا یہ بھی بُرا ہے اس کا باپ بھی بُرا ہے۔ اور یہ سوچ سمجھ کر اسلام لائے تھے۔

### اسلام لانے کی وجہ :

اور ان کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی جو صفات تورات میں بیان کی گئی ہیں وہ صادق آئیں اس لیے مسلمان ہو گئے تو بالکل شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کیا کسی جبر سے نہیں۔ قرآن پاک میں

ہے الذین اٰتینھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو یعنی آپ کے رسول ہونے کو ایسے جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کا بیٹا ہونا جانتے ہیں کہ یہ میری اولاد ہے اس میں تردد نہیں ہوتا یقین ہوتا ہے اس کو، اس طرح سے انھیں تردد نہیں ہے، یقین ہے۔

## یہودی حق کو چھپاتے تھے :

لیکن وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ان میں سے ایک طبقہ ہے جو حق کو چھپائے ہوئے ہے وہ چھپاتا ہے حق اور جاننے کے بعد چھپاتا ہے، یہ نہیں کہ نادانستہ کوئی غلطی ہوگئی۔ تو جو اُن میں کم پڑھے لکھے تھے یا جاہل ہوتے ہیں وہ خود تو مطالعہ کر ہی نہیں سکتے علم ہے ہی نہیں انھیں حاصل، تو وہ کسی کے کہنے پر ہی چلیں گے، جس پر اطمینان ہوگا اُس کی بات مانیں گے اور اُسی پر وہ زندگی گزاریں گے اور چلیں گے، تو گناہ سب سے بڑا بتانے والے پر ہو گیا لیکتمون الحق وھم یعلمون جاننے کے بعد پھر کتمانِ حق کرتے ہیں بات کو چھپاتے ہیں۔

## خواب اور جنت کی بشارت :

ایک بار ایسے ہوا ایک تابعیؒ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا مدینہ منورہ کی، فدخل رجل علی وجھہ اثر خشوع ایک شخص آئے اُن کے چہرہ پر علامات تھیں خشوع اور خضوع کی، بعض لوگوں کے چہروں سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ متقی لوگ ہیں نیک لوگ ہیں تو خشوع کا مطلب ہے خدا کی طرف دل کا جھکنا مائل ہونا تواضع آنا، اُس کی وجہ سے وہ آثار چہرہ سے محسوس ہوتے تھے۔ کچھ لوگ جو قریب کھڑے ہوں گے وہ آپس میں بات کرنے لگے اور یہ کہا ھذا رجل من اھل الجنۃ یہ وہ آدمی ہیں جو جنتی ہیں انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں تجوّز فیھما وہ رکعتیں لمبی بھی نہ تھیں مختصر تھیں وہ، ثم خرج۔ مسجد میں داخل ہوئے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر چلے گئے اب کہتے ہیں وتبِعتُ میں پیچھے پیچھے گیا میں نے اُن سے کہا انک حین دخلت المسجد قالوا ھذا رجل من اھل الجنۃ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو کچھ لوگوں نے کہا تھا یہ ہیں جنتی آدمی تو بتائیے کہ یہ کیا ہے بات؟ وہ تابعی کہتے ہیں کہ میں نے اتنی بات کی تو انھوں نے کہا واللہ ما ینبغی لاحد ان یقول مالا یعلم جو کسی کو پتا نہیں ہے وہ بات تو نہیں کہنی چاہیے کسی آدمی کو بھی۔ ہاں فساُحدثک لم ذاک میں یہ بتاؤں گا کہ یہ بات لوگ کیوں کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ رأیت رؤیا علی عھد رسول اللہ ﷺ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں نے خواب دیکھا تھا وہ میں نے بیان کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ میں جیسے کسی باغ میں ہوں وہ باغ بڑا وسیع ہے سرسبز ہے اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون جیسا ہے اور اتنا لمبا ستون ہے وہ کھمبا کہ جیسے نچلا حصہ زمین میں ہے اُوپر کا حصہ آسمان میں ہے اور اُوپر کے حصہ میں

فی اعلاہ عُروۃٌ ایک کنڈا ہے، مجھ سے کہا گیا کہ چڑھو اِس پر، میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا فاتانی مِنصَفٌ تو میرے پاس ایک خادم آیا جیسے کام کرنیوالے لوگ ہوتے ہیں خدمت گزار، اُس نے میرے کپڑے پیچھے سے اُٹھائے اور گویا کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میں اُوپر چڑھ گیا۔ فرقیت حتّٰی کہ میں اُوپر بالکل اس کے سرے پر پہنچ گیا جہاں کنڈا تھا اور وہ کنڈا میں نے پکڑ لیا قیل استمسک مجھ سے کہا گیا کہ اسے بس پکڑے رہنا مضبوطی سے، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلی تو ایسے تھا کہ جیسے ہاتھ دبا رکھا ہو میں نے پکڑ رکھی ہو کوئی چیز وانھا لفی یدی. تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب بتایا تو آقائے نامدار ﷺ نے اس کی تعبیر دی کہ یہ جو باغ ہے سبزہ وغیرہ یہ اسلام ہے اور یہ ستون جو دیکھا تم نے یہ اسلام کا ستون ہے اور یہ کنڈا جو دیکھا العروۃ الوثقیٰ اور قرآن پاک میں آیا ہے فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لاانفصام لھا جس نے ایمان قبول کر لیا تو اس نے مضبوط کنڈے کو پکڑ لیا جو نہیں ٹوٹے گا واللہ سمیع علیم یہ آیت الکرسی جہاں ختم ہوتی ہے اس سے اگلی آیت یہی ہے۔ تو کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا فانت علی الاسلام حتی تموت بس اب تم انشاء اللہ اسلام پر قائم رہو گے حتّٰی الموت زندگی بھر اسلام پر قائم رہو گے، اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔

خوابوں کی تعبیروں میں یہ لکھا بھی گیا ہے کہ اگر کوئی دیکھتا ہے کہ میں سبزہ میں ہوں تو بہت اچھا خواب ہے یعنی اس کی دینی حالت اچھی ہے وہ اسلام پر ہے۔ سبزہ اسلام ہے اور اُجاڑ بنجر زمین یہ معاذ اللہ کفر ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے برعکس دیکھتا ہے کہ میں سرسبز زمین میں سے نکل کر بنجر زمین میں اُجاڑ زمین میں چلا گیا ہوں تو اس سے اس کو پناہ مانگنی چاہیے استغفار کرنا چاہیے نفلیں پڑھنی چاہئیں دُعا کرنی چاہیے کیونکہ اس کا مطلب ہوتا ہے گمراہی میں چلا گیا دین سے ہٹ گیا معاذ اللہ۔ تو فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے مجھے یہ تعبیر جب دی تو پھر لوگوں نے یہ کہا کہ بس یہ تو جنتی ہے۔ تو جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا اور اس کے بارے میں پتا چل چکا ہے جناب رسالت مآب ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہ یہ اسلام پر قائم رہے گا زندگی بھر موت تک تو بس یہ جنتی ہے۔ تو یہ تابعی قیس بن عبادؒ کہتے ہیں کہ وذالک الرجل عبداللہ بن سلامؓ یہ آدمی جن سے میری یوں گفتگو ہوئی اور وہ مسجد میں آئے اور میں نے اُن سے یہ بات کی تو وہ عبداللہ بن سلام تھے رضی اللہ عنہ تو یہ تو اِن کا ہوا لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود سُنا ہے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے کہ انہ من اھل الجنۃ کہ یہ عبداللہ بن سلامؓ جو ہیں یہ اہلِ جنت میں سے ہیں اور اسی طرح مثلاً رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا ہے کہ میں نے وہاں تمہارے پاؤں کی چاپ سُنی آہٹ سُنی خشخشۃ. اور تم کیا عمل کرتے ہو ایسا۔

## باوضور ہنے اور نفل پڑھنے کی فضیلت :

تو انہوں نے بتایا کہ میں وضو سے رہتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں مجھے ایسا لگتا ہے اور میرے اپنے ذہن کے مطابق سب سے اچھا عمل جو سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات ٹھیک ہے گویا بڑی فضیلت ہے اس (عمل) کی، اس طرح سے دیکھا جائے تو بہت سارے حضرات بن جاتے ہیں جن کو آپ نے جنتی ہونے کا فرمایا لیکن ایسے لوگ کہ جن کے بارے میں بار بار آپ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہو، گارنٹی جیسے لی ہو، ضمانت جیسے لی ہو، ایسے حضرات جو ہیں وہ دس ہی بنتے ہیں اس لیے اُن کو ''عشرہ مبشرہ'' کہا جاتا ہے ان میں سے چاروں خلفاء کرام ہیں اور حضرت طلحہؓ ہیں، حضرت زبیرؓ ہیں، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ہیں اور حضرت سعید بن زیدؓ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی ہیں، اس طرح سے یہ حضرات دس بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں ان کا ساتھ اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء..........................


## جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

# سرورِ کونین فخر دو عالم ﷺ کی
# حیاتِ طیبہ ایک نظر میں

﴿ استفادہ از : مورخِ اسلام مولانا محمد عثمان معروفی (مؤلف ایک عالمی تاریخ) ﴾

☆☆☆

## ظہورِ قدسی :

☆ ولادت حضرت عبداللہ والد ماجد رسول اللہ ﷺ : ۵۴۶ء۔وفات : بعمر ۲۴ر سال، ۵۷۰ء

☆ واقعۂ فیل شنبہ ۱۷ر محرم، ۲ر مارچ ۵۷۱ء۔

## ولادت آنحضرت ﷺ :

☆ دوشنبہ ۹ر ربیع الاول، ۲۲ر اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ ۶۲۸ واقعۂ فیل کے پچاس روز بعد ☆ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا جنھوں نے آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا ☆ ایک ہفتہ بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا اور قبیلۂ ہوازن میں پانچ برس تک قیام رہا ☆ ۵۷۷ء میں والدہ کی وفات ہوئی اُس وقت آپ کی عمر مبارک چھ برس کی تھی ☆ اس کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے کفالت کی ☆ ۵۷۹ء میں بعمر ۸۲ر سال جب عبدالمطلب فوت ہو گئے تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے کفالت کی اُس وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی ☆ ۸۱،۸۰ء میں نو دس برس کی عمرؐ میں خدمت گلہ بانی انجام دی ☆ ۵۸۳ء میں بعمر تیرہ سال ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کا تجارتی سفر کیا جس میں تیماء کے اندر ''بحیرا'' راہب سے ملاقات ہوئی ☆ ۵۹۱ء تا ۵۹۶ء پیشۂ تجارت ☆ ۵۹۵ء میں بعمر پچیس سال حضرت خدیجہؓ کا مالِ تجارت لے کر ملکِ شام کا دوسرا تجارتی سفر کیا جس میں مقام بصریٰ میں ''نسطورا'' راہب سے ملاقات ہوئی ☆ پچیس برس دو ماہ دس دن کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جن کی عمر چالیس برس تھی ☆ تیس سال عمر میں آپ کو ''امین'' کا خطاب ملا ☆ ۶۰۵ء میں بعمر پینتیس سال تعمیر کعبہ کے موقع پر ''حکم'' کی حیثیت سے حجرِ اسود نصب کر کے آپ نے بڑا جھگڑا دُور کیا ☆ ۶۰۶ء تا ۶۰۹ء تنہائی پسندی، غارِ حراء میں قیام اور یادِ خدا میں انہماک ☆ ۶۰۹ء میں رویائے صادقہ کا ظہور۔

## طلوعِ آفتابِ رسالت :

☆ چالیس برس کی عمر دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۴۱ عیسوی ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو بعثت ہوئی اور فجر وظہر کی نمازیں فرض ہوئیں ☆ شب جمعہ ۱۸ رمضان ۱ نبوی ۱۷ اگست ۶۱۰ء نزولِ قرآن کا آغاز ☆ تین برس بعد دعوت نبوت کے اظہار کا حکم ☆ ۳ نبوی میں کوہِ صفا کا مشہور خطبہ ☆ بعثت کے چھ برس بعد شنبہ یکم محرم ۷، ۸، ۹ نبوی ۶۱۵ء تا ۶۱۸ء تین برس تک شعب ابی طالب میں محصوری ☆ اُنچاس برس کی عمر میں عام فیل کے پچاسویں سال محصوری کا خاتمہ ☆ اس کے بعد آٹھویں ماہ میں ۱۰ نبوی میں ابوطالب کا بعمر ۸۰ سال انتقال ☆ اس کے تین دن یا کچھ کم وبیش کے بعد حضرت خدیجہؓ کی بعمر ۶۲ سال رحلت ☆ اس کے بعد ہی جمادی الاخریٰ ۱۰ نبوی میں آپ نے طائف کا تبلیغی سفر کیا جہاں آپ ﷺ پر پتھر پھینکے گئے تو مطعم بن عدی کے جوار میں مکہ معظمہ واپس آئے ☆ اسی سفر میں مقام نخلہ میں نصیبین کے مقام پر سات جن آپ سے قرآن سن کر ایمان لائے ☆ اکاون برس نو ماہ کی عمر میں دوشنبہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی / ۲۲ مارچ ۶۱۹ء میں واقعۂ معراج پیش آیا اور نماز پنجگانہ فرض ہوئی ☆ ۱۰ نبوی ۶۲۰ء میں حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ سے نکاح ☆ ذوالحجہ ۱۱ نبوی ۶۲۰ء میں عقبۂ منٰی میں مدینہ کے چھ یا آٹھ آدمیوں کا آپ ﷺ سے قرآن سن کر قبولِ اسلام ☆ ذوالحجہ ۱۲ نبوی ۷ مارچ ۶۲۱ء میں بیعت عقبۂ ثانیہ جس میں مدینہ کے بارہ اشخاص ایمان لائے ☆ ذوالحجہ ۱۳ نبوی ۶۲۲ء بیعت عقبہ ثالثہ جس میں تہتر آدمی ایمان لائے اور آپ ﷺ کی حمایت کا عہد کیا۔

## متفرقات :

### سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے :

حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ، پھر حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔

☆ ولادت حضرت ابوبکرؓ :۵۷۳ء ☆ ولادت حضرت عثمان غنیؓ :۵۷۵ء ☆ ولادت حضرت عمر فاروقؓ : ۵۸۲ء ☆ ولادت حضرت علیؓ وحضرت زینبؓ، وفات حضرت قاسم بن محمدؐ : ۶۰۰ء ☆ ولادت حضرت قاسم بن محمدؐ ۵۹۸ ☆ حرب فجار : ۵۸۵ء ☆ حلف الفضول : ۵۸۶ ☆ ولادت حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا : ۶۱۳ء ☆ ہجرت صحابہؓ بملک حبش : رجب ۵ نبوی اپریل ۶۱۴ء ☆ سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ وحضرت عمر فاروقؓ کا قبول اسلام : ۶ نبوی۔

## ہجرتِ نبوی :

☆ ۵۳ ربرس کی عمر میں حضرت جبرئیلؑ نے آکر ہجرت مدینہ کا حکم سنایا ☆ ہجرت و داخلہ غار ثور: شب جمعہ یا دوشنبہ ۲۷ رصفر ۱ھ/ ستمبر ۶۲۲ء ☆ داخلہ قبا: جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ/ ۲۷ ستمبر چودہ روز قیام اور مسجد قبا کی تعمیر ☆ داخلہ مدینہ منورہ: جمعہ ربیع الاول ۱ھ/ ستمبر ۶۲۲ء ☆ تعمیر مسجد نبوی، ولادت عبداللہ بن زبیرؓ :۱ھ/ ۶۲۲ء ☆ ظہر، عصر، عشاء میں چار رکعتوں کی فرضیت، یہودیوں سے معاہدے :۱ھ/ ۶۲۲ء ☆ تحویل قبلہ: شنبہ ۱۵ رشعبان ۲ھ/ اکتوبر ۶۲۳ء ☆ سریہ حارث بن عبداللہ :۲ھ/ ۶۲۳ء ☆ غزوۂ ابواء صفر ۲ھ/ جون ۶۲۳ء ☆ فرضیت جہاد: صفر ۲ھ ☆ غزوۂ بواط: ربیع الاول ۲ھ/ جولائی ۶۲۳ء ☆ غزوۂ ذی العشیرۃ جمادی الاخریٰ ۲ھ/ اکتوبر ۶۲۳ء ☆ سریہ عبداللہ بن جحشؓ: رجب ۲ھ/ نومبر ۶۲۳ء ☆ سریہ غطفان: ۲ھ ☆ فرضیت رمضان کے بعد پہلا روزہ چہار شنبہ یکم رمضان ۲ھ/ فروری ۶۲۴ ☆ غزوۂ بدر: ۱۷ ررمضان ۲ھ/ جنوری ۶۲۴ء۔ مسلمان ۳۱۳، ۲۲ شہید، کفار ۱۰۰۰ جن میں سے ۷۰ مقتول اور ۷۰ قید ہوئے ☆ غزوۂ بنوقینقاع: شوال ۲ھ/ جنوری ۶۲۴ء (انھوں نے بدر کے موقع پر مدینہ میں بغاوت کی تھی اس لیے جلاوطن کیے گئے) ☆ صدقۂ فطر، باجماعت نماز عید الفطر، نکاح فاطمہ زہرہؓ، وفات حضرت رقیہؓ :۲ھ ☆ غزوۂ سویق: ذوالحجہ ۲ھ/ اپریل ۶۲۴ء مسلمان دوسو، کفار دوسو ☆ سریہ زید بن حارثہؓ: جمادی الاخریٰ ۳ھ/ ستمبر ۶۲۴ء ☆ غزوۂ اُحد: دوشنبہ ۷ یا ۱۵ رشوال ۳ھ/ جنوری ۶۲۵ء مسلمان چھ سو پچاس، ستر شہید، چالیس زخمی؛ کفار تین ہزار، تین مقتول ☆ اس کے ایک روز بعد غزوۂ حمراء الاسد ☆ احکام وراثت، نکاح مشرکہ کی ممانعت، حضرت کلثومؓ بنت محمد ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح، حضرت حفصہؓ و حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے آنحضرت ﷺ کا عقد، ولادت حضرت حسن بن علیؓ :۳ھ ☆ حرمتِ شراب، ولادت حضرت حسینؓ، حضرت اُم سلمہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد، حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کی وفات :۴ھ ☆ واقعۂ رجیع، واقعہ بیر معونہ: صفر ۴ھ/ مئی ۶۲۵ء؛ رجیع میں مسلمان دس، کفار ایک سو؛ واقعہ بیر معونہ میں مسلمان ستر، انہتر شہید ☆ غزوۂ بنی نضیر اور اُن کی جلاوطنی: ربیع الاول ۴ھ/ جون ۶۲۵ء ☆ پردہ کا حکم: جمعہ یکم ذوالقعدہ ۴ھ/ اپریل ۶۲۶ء ☆ غزوۂ بدر ثانیہ ذوالقعدہ ۴ھ؛ مسلمان ایک ہزار پانچ سو دس؛ کفار دو ہزار پچاس، کفار واپس ہوگئے جنگ نہ ہوئی ☆ غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ مریسیع، تیمم کا حکم، واقعۂ افک، زنا کی حد، حضرت جویریہؓ سے آنحضرت کا عقد: ۳ رشعبان ۵ھ/ دسمبر ۶۲۶ء ☆ غزوۂ خندق، احزاب: شوال ۵ھ/ فروری ۶۲۷ء مسلمان تین ہزار دشمن دس ہزار ☆ غزوہ بنی قریظہ اور یہود قریظہ کا خاتمہ: ذوالحجہ ۵ھ/ اپریل ۶۲۷ء؛ دشمن مقتول اور قید ہوئے ☆ غزوۂ بنی لحیان: ربیع الاول ۶ھ/ جون ۶۲۷ء ☆ غزوہ ذی قرد: ربیع الاخر ۶ھ/ جولائی ۶۲۷ء؛ تین مسلمان شہید ایک کافر مقتول ☆ سریۃ الغمر: ربیع الاخر ۶ھ/ اگست ۶۲۷ء

☆ سریہ زید بن حارثہؓ: جمادی الاولیٰ ۶ھ/ ستمبر ۶۲۷ء ☆ سریۂ دوم زید بن حارثہؓ جمادی الاخرٰی ۶ھ/ اکتوبر ۶۲۷ء ☆ سریہ عبداللہ بن عتیک: رمضان ۶ھ/ دسمبر ۶۲۷ء ☆ سریہ عبداللہ بن رواحہ: شوال ۶ھ/ جنوری ۶۲۸ء ☆ بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ: ذوالقعدہ ۶ھ/ فروری ۶۲۸ء؛ مسلمان چودہ سو، عمرہ ادا کرنے گئے تھے کفار نے روک دیا ☆ آنحضرت ﷺ کے دعوتِ اسلام کے خطوط سلاطین کے پاس: محرم ۷/ مئی ۶۲۸ء (۱) قیصر روم کے پاس دحیہ کلبیؓ (۲) خسرو پرویز کج کلاہان ایران کے پاس عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ (۳) عزیز مصر مقوقس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہؓ (۴) نجاشی شاہِ حبش کے پاس عمرو بن اُمیہ ضمریؓ (۵) رؤسائے یمامہ کے پاس سلیط بن عمرؓ (۶) رئیس حدود شام حارث غسانی کے پاس شجاع بن وہب اسدیؓ کو بطورِ قاصد بھیجا۔

## اسلامی ریاست کی ابتداء :

☆ فتح خیبر: محرم ۷/ مئی/ ۶۲۸ء مسلمان چودہ سو، ۱۸ شہید، دشمن دس ہزار، ۹۳ مقتول۔ یہیں آپ ﷺ کو زہر دیا گیا تھا ☆ حضرت صفیہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد۔ گدھے، خچر، درندے اور پنجہ دار پرندے کی حرمت: ۷ھ ☆ غزوۂ ذات الرقاع: محرم ۷ھ؛ مسلمان چار سو ☆ حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ کا قبول اسلام: صفر ۷ھ ☆ عمرۃ القضاء، حکم رمل، آنحضرت ﷺ کا حضرت میمونہؓ سے عقد: ذوالقعدہ ۷ھ ☆ غزوۂ موتہ: جمادی الاولیٰ ۸ھ/ ستمبر ۶۲۹ء؛ مسلمان تین ہزار ۱۲ شہید، دشمن ایک لاکھ ☆ غزوۂ ذات السلاسل: جمادی الاخرٰی ۸ھ/ اکتوبر ۶۲۹ء مسلمان پانچ سو ☆ سریۃ الخبط یا سیف البحر: رجب ۸ھ/ نومبر ۶۲۹ء؛ مسلمان تین سو، اسی سریہ میں ایک مچھی کا گوشت اٹھارہ روز یا اس سے زیادہ دنوں تک کاٹ کاٹ کر تین سو صحابہ کھاتے رہے، اُس کی پسلی کی دو ہڈیاں حضرت ابو عبیدہؓ نے کھڑی کیں تو اس کے اندر سے سب سے لمبے اُونٹ پر سب سے لمبا آدمی سوار ہو گزر گیا ☆ فتح مکہ معظمہ: پنجشنبہ ۲۰ ر رمضان ۸ھ/ جنوری ۶۳۰ء؛ دس ہزار، ۱۳ ر کافر مقتول ☆ غزوۂ حنین ومحاصرۂ طائف: شوال ۸ھ/ فروری ۶۳۰ء؛ مسلمان بارہ ہزار، ۶ ر شہید، دشمن چار ہزار، ۷۱ مقتول ☆ جنگ نخلہ واوطاس، وفات زینبؓ بنت محمد ﷺ: ۸ھ ☆ ولادت حضرت ابراہیمؓ بن محمد ﷺ از ماریہ قبطیہؓ: ذوالحجہ ۸ھ/ اپریل ۶۳۰ء ☆ سریہ عیینہ بن الحصن جانب بنی تمیم: محرم ۹ھ/ اپریل ۶۳۰ء ☆ پچاس سوار کا دستہ سریہ علقمہ بن مجزز جانب حبشہ: ربیع الآخر ۹ھ/ جولائی ۶۳۰ء؛ مسلمان تین سو ☆ سریہ علیؓ بن ابی طالب جانب طی، پچاس سواروں کے ساتھ ۹ھ/ ۶۳۰ء ☆ غزوۂ تبوک وجیش عسرت: روانگی پنجشنبہ رجب ۹ھ/ اکتوبر ۶۳۰ء؛ تیس ہزار فوج دس ہزار گھوڑے اس گزوہ سے واپسی میں منافقین نے ایک گھاٹی میں گرا کر آنحضرت ﷺ کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی ☆ زکوٰۃ وجزیہ کا حکم، سود کی حرمت، واقعہ ایلاء وتخییر، فرضیت حج: ۹ھ پہلا حج بامامت صدیقؓ اکبر (حج اکبر)

دوشنبہ ۹رذوالحجہ ۹ھ/ مارچ ۶۳۱ء ☆ سریہ خالد بن ولیدؓ، وفات حضرت ابراہیمؓ بن محمد ﷺ : ربیع الاول ۱۰ھ/ جون ۶۳۱ء ☆ روانگی حضرت علیؓ جانب یمن : رمضان ۱۰ھ/ ۹ردسمبر ۶۳۱ء ☆ تیاری جیش اُسامہؓ برائے شام : صفر ۱۱ھ/ مئی ۶۳۲ء ☆ ابتداء مرض نبوی ﷺ : دوشنبہ ۲۸رصفر ۱۱ھ/ مئی ۶۳۲ء ☆ وفات حسرت آیات : دوشنبہ بوقت چاشت ۱۲رربیع الاول ۱۱ھ/ ۹رجون ۶۳۲ء ؛ تدفین وفات کے بتیس گھنٹے کے بعد شب چہار شنبہ ۱۴رربیع الاول ۱۱ھ/ ۱۱رجون ۶۳۲ء ☆ آنحضرت ﷺ کے دعوت وتبلیغ کے کل ایام ۸۱۵۶، اور دینوی زندگی کے کل ایام ۲۲۳۳۰، ۶، رگھنٹے میں۔

## آنحضرت ﷺ کے چچا :

حمزہؓ، عباسؓ، ابوطالب، ابولھب، عبدالعزیٰ، زبیر، مقوم، ضرار، مغیرہ ملقب بہ حجل، حارث، عبدالکعبہ، قثم، غیداق، عبداللہ آنحضرت کے والد ماجد، بعض روایات میں عوام بھی ہے بعض نے غیداق اور حجل کو ایک کہا ہے اور بعض نے عبدالکعبہ اور مقوم کو ایک کہا، ان میں حمزہؓ وعباسؓ ایمان لائے اور ابوطالب وابولہب کو اسلام کا زمانہ ملا۔

## آنحضرت ﷺ کی پھوپھیاں :

صفیہؓ، اروٰی، عاتکہ، اُم حکیم البیضاء، برہ، اُمیمہ، اِن میں حضرت صفیہؓ ایمان لائیں۔ کہا گیا ہے کہ اروٰی اور عاتکہ بھی ایمان لائیں اور ہجرت مدینہ فرمائی۔

## آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ :

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ آنحضور ﷺ کا جدی نسب ماں کے ساتھ کلاب بن مرہ پر مل جاتا ہے۔

## ضمیمہ

☆ ہجرت حبشہ اُولیٰ رجب ۵رنبوی/ اپریل ۶۱۴ء۔ اس میں گیارہ مرد چار عورتیں تھیں ☆ ہجرت حبشہ ثانیہ: ۷نبوی۔ اس میں تراسی مرد بیس عورتیں تھیں ☆ فرضیت جہاد ومشروعیت اذان اور مشروعیت نماز عید الفطر: ۱ھ یا ۲ھ، سریہ حمزہؓ ۱ھ ☆ ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت انسؓ کے مکان میں ۴۵ مہاجرین و ۴۵ انصار میں مواخات ہوئی، ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا ☆ ۸ھ میں مسجد نبوی کے اندر تین زینہ کا لکڑی کا منبر رکھا گیا ☆ ۶۵۴ھ میں مسجد میں آگ لگ جانے سے وہ منبر جل گیا۔

# آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ

| نمبرشمار | نام مع ولدیت | سنہ نکاح | عمر بوقتِ نکاح | مدت مصاحبت | سنہ وفات | عمر | مدفن | مرویات |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | خدیجہ بنت خویلدؓ | ۶۲۵ء عیسوی | ۴۰ سال | ۲۵ سال | ۱۰ نبوی | ۶۵ سال | مکہ معظمہ | |
| ۲ | سودہ بنت زمعہؓ | ۱۰ رنبوی | ۵۰ | ۱۴ | شوال ۵۴ھ | ۷۲ | مدینہ منورہ | ۵ |
| ۳ | عائشہ بنت ابی بکرؓ | شوال ۱۰ر نبوی | ۶ | ۹ سال | ۱۷ رمضان ۵۷ھ | ۶۶ | مدینہ منورہ | ۲۲۱۰ |
| ۴ | حفصہ بنت عمرؓ | شعبان ۳ھ | ۲۲ | ۸ سال | شعبان ۴۵ھ | ۶۰ | مدینہ منورہ | ۶۰ |
| ۵ | زینب بنت خزیمہؓ | ۳ھ | ۳۰ | ۳ ماہ | ۳ ربیع الثانی ۴ھ | ۳۰ | مدینہ منورہ | |
| ۶ | اُم سلمہ بنت ابی اُمیہؓ | ۴ھ | ۲۶ | ۷ سال | ۴۵ھ یا ۶۳ھ | ۸۴ | مدینہ منورہ | ۳۷۸ |
| ۷ | زینب بنت جحشؓ | ۵ھ | ۳۶ | ۶ سال | ۲۰ھ | ۵۰ یا ۵۳ | مدینہ منورہ | ۳۷۸ |
| ۸ | جویریہ بنت حارثؓ | شعبان ۵ھ | ۲۰ | ۶ سال | ربیع الاول ۵۰ھ | ۶۵ | مدینہ منورہ | ۷ |
| ۹ | اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان | ۶ھ | ۳۶ | ۵ سال | ۴۴ھ | ۷۴ | مدینہ منورہ | ۶۵ |
| ۱۰ | صفیہؓ بنت حیی بن اخطب | ۷ھ | ۱۷ | پونے چار سال | رمضان ۵۰ھ | ۶۰ | مدینہ منورہ | ۱۰ |
| ۱۱ | میمونہ بنت حارثؓ | ذوالقعدہ ۷ھ | ۳۶ | سواتین سال | ۵۱ھ یا ۶۱ھ | ۸۰ | مقام سرف | ۷۶ |

## آنحضرت ﷺ کی باندیاں :

(۱) ماریہ قبطیہؓ: جنہیں مقوقس نے ۷ھ میں آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا تھا، بہت حسین تھیں ۱۶ھ میں وفات ہوئی۔

(۲) ریحانہؓ بنت شمعون : بنو قریظہ کی تھیں ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد وفات ہوئی۔

(۳) نفیسہؓ : جو حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں اُنھوں نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔

(۴) ایک اور کنیز جو کسی غزوہ میں آئی تھیں اور نہایت حسین تھیں۔

## آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے :

(۱) حضرت قاسم، ولادت بمکہ قبل نبوت، عمر ایک سال پانچ ماہ، مدفن مکہ معظمہ، آپ کی کنیت ابو القاسم اسی وجہ سے ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ، لقب طیب و طاہر، ولادت بمکہ بعد نبوت، عمر ایک سال چند ماہ، حضرت خدیجہؓ کے بطن سے یہ دونوں تھے۔

(۳) حضرت ابراہیم از ماریہ قبطیہؓ، عمر ایک سال چار ماہ، وفات ۱۰ربیع الاول ۱۰ھ، مدفن جنت البقیع۔

## آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں :

(۱) حضرت زینبؓ : ولادت قبل نبوت، وفات ۸ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۲) حضرت رقیہؓ : حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی تھیں، وفات ۲۰ شوال ۲ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۳) حضرت اُم کلثومؓ : ولادت قبل بعثت، وفات پنجشنبہ ۶ رشعبان ۹ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۴) حضرت فاطمہؓ : ولادت ا رنبوی، وفات شب منگل ۳ ررمضان ۱۱ رھ، مدفن جنت البقیع۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(بشکریہ ندائے شاہی نعت النبی نمبر)

سلسلہ نمبر۶ قسط : ۵

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہوجائیں۔ (ادارہ)

مہتمم اول دارالعلوم دیوبند

# جناب حضرت مولانا حاجی سیّد محمد عابد صاحب

قدس اللہ سرہٗ ورفع درجاتہٗ

﴿ نظرِثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

## دیوبند ، دارالعلوم اور ملکی حالات

فسقی دیارک غیر مفسدھا
صوب الربیع و دیمة تھمی

دارالعلوم جس وقت قائم ہوا اُس زمانے میں اسلامی علوم کی وہ شمع جو چھ سو سال سے ہندوستان میں روشن تھی گل ہو چکی تھی، انگریزوں نے اسلامی علوم وفنون اور مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کے تباہ وبرباد کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی تھی۔ ۱۸۵۷ء تک دہلی کو اسلامی علوم وفنون کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی ملک کے گوشے گوشے سے تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھانے دہلی پہنچتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں جب دہلی اُجڑی تو پھر اس کی علمی مرکزیت بھی ختم ہوگئی اور علم کا کارواں دہلی سے دیوبند منتقل ہوگیا۔

انگریزی عمل داری تک دہلی آگرہ لاہور ملتان گجرات جونپور لکھنؤ خیر آباد پٹنہ مدراس اور بنگال وغیرہ کے بہت سے مقامات علم وفن کا مرکز تھے۔ ان مدارس کے اخراجات کے لیے ہندوستان کے سلاطین اور امرائے سلطنت نے

چھ سو سال کی طویل مدت میں جو بڑے بڑے اوقاف مقرر کیے تھے، ۱۸۳۸ء/۱۲۵۴ھ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت نے ان تمام اوقاف کو ضبط کرلیا اس زمانے میں مسلمانوں کی تعلیم کا سارا دارومدار اِن ہی اوقاف کی آمدنی پر تھا۔

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے جو بنگال میں ایک بڑے سول عہدے پر فائز تھا، برطانوی حکومت سے مسلمانوں کی عام ناراضگی کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے :

''صوبہ بنگال پر جب ہم نے قبضہ کیا تو اُس وقت کے قابل ترین افسر مال جیمز گرانٹ کا بیان ہے کہ اس وقت صوبہ کی آمدنی کا تخمیناً ایک چوتھائی حصہ جو معافیات کا تھا حکومت کے ہاتھ میں نہیں تھا ۱۷۷۲ء/۱۱۸۶ھ میں وارن ہیسٹنگز نے اس علاقے کی واپسی کی مہم شروع کی مگر ناکام رہی۔ ۱۷۹۳ء/۱۲۰۸ھ میں لارڈ کارنوالس نے پھر اس معاملے کو اُٹھایا مگر اس وقت کی طاقتور حکومت بھی اس پر قابو نہ پاسکی۔ ۲۵ برس کے بعد ۱۸۱۵ء/۱۲۳۱ھ میں حکومت نے پھر اس معاملہ کو زور سے اُٹھایا مگر عمل کی جرأت نہ ہو سکی آخر ۱۸۳۸ء/۱۲۵۴ھ میں آٹھ لاکھ پونڈ کے خرچ سے مقدمات چلا کر ان معافیات اور اوقاف تعلیم پر حکومت نے قبضہ کرلیا۔ صرف ان معافیات سے حکومت کی آمدنی میں تین لاکھ پونڈ کا اضافہ ہوگیا''۔

اس کارروائی کا مسلمانوں کی تعلیمی زندگی پر کیا اثر پڑا، اس کی نسبت ہنٹر نے لکھا ہے کہ :

''سینکڑوں پرانے خاندان تباہ ہوگئے اور مسلمانوں کا تعلیمی نظام جس کا دارومدار اِنہی معافیات پر تھا، تہ و بالا ہوگیا مسلمانوں کے تعلیمی ادارے اٹھارہ سال کی مسلسل لُوٹ کھسوٹ کے بعد یک قلم مٹ گئے''۔

آگے چل کر ہنٹر لکھتا ہے :

''مسلمانوں کے اِس الزام کا جواب نہیں دیا جاسکتا کہ ہم نے ان کے تعلیمی اوقاف کا ناجائز استعمال کیا، اس حقیقت کو چھپانے سے کیا فائدہ مسلمانوں کے نزدیک اگر ہم اس جائیداد کو جو اِس مصرف کے لیے ہمارے قبضے میں دی گئی تھی ٹھیک ٹھیک استعمال کرتے تو بنگال میں آج بھی اُن کے پاس اعلیٰ اور شاندار تعلیمی ادارے موجود ہوتے''۔ (تاریخ دیوبند ص ۳۰۵ ص ۳۰۶۔ از ترجمہ ہنٹر کی کتاب ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۲۵۵ تا ۲۵۸)

ہنٹر کے اس بیان سے اندازہ کیجیے کہ اسلامی دورِ حکومت میں جب صرف ایک ایسے دور افتادہ صوبے میں جس کو اس زمانے میں تعلیمی لحاظ سے کوئی علمی فوقیت یا مرکزیت حاصل نہ تھی تعلیم کے لیے ۴۵ لاکھ روپے سالانہ آمدنی کے اوقاف

موجود تھے تو ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور بالخصوص ان مقامات میں جن کو تعلیمی مرکزیت حاصل تھی کس قدر ادقاف ہوں گے۔ (تاریخ دیو بند ص ۳۰۷)

برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر برک نے اپنی اس یادداشت میں جو برطانوی پارلیمنٹ میں پیش کی گئی تھی لکھا ہے :

"ان مقامات میں جہاں علم کا چرچا تھا اور جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لیے آتے تھے آج وہاں علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا ہے"۔ (تاریخ دیو بند ص ۳۰۷ از مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت ص ۲۹۲ ج ا، مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی)

یہ حالات چل رہے تھے اِن حالات میں "دارالعلوم" کا دیو بند میں اجراء ہوا۔

## قیامِ دارالعلوم

کفر ناچا جس کے آگے بارہا تگنی کا ناچ ۔ جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسم ہوں کہ انور شہ کہ محمود الحسن ۔ سبکے دل تھے دردمند اور سبکی فطرت ارجمند
گرمیِ ہنگامہ ہے تیری حسین احمد سے آج ۔ جن سے ہے پرچم روایاتِ سلف کا سر بلند

(مولانا ظفر علی خان مرحوم)

"اسی دوران آپ کو ایک شب خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی صبح کو مولوی فضل الرحمٰن صاحب وغیرہ کو بلایا اور فرمایا کہ علم دین اُٹھا جاتا ہے، کوئی تدبیر کرو کہ علمِ دین قائم رہے جب پرانے عالم نہ رہیں گے تو کوئی مسئلہ بتانے والا بھی نہ رہے گا جب سے دہلی کا مدرسہ گم ہوا ہے کوئی علمِ دین نہیں پڑھتا۔ اس وقت سب صاحبوں نے عرض کیا کہ جو تدبیر آپ فرمائیں وہ ہم کو منظور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چندہ کر کے مدرسہ قائم کرو اور کاغذ لے کر اپنا چندہ لکھ دیا اور روپے بھی آگے دھر دیئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ہر سال یہ چندہ دیتا رہوں گا چنانچہ اسی وقت سب صاحبان موجودہ نے بھی چندہ لکھ دیا۔ پھر حاجی صاحب مسجد سے باہر کو نکلے چونکہ حاجی صاحب کبھی کہیں نہیں جاتے تھے جس کے گھر پر گئے اُس نے اپنا فخر سمجھا اور چندہ لکھ دیا، اسی طرح شام تک قریب چار سو روپے کے چندہ ہو گیا۔ اگلے روز حاجی صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب کو میرٹھ خط لکھا کہ آپ پڑھانے کے واسطے دیو بند آیئے فقیر نے یہ صورت اختیار کی ہے، مولوی محمد

قاسم صاحب نے جواب لکھا کہ میں بہت خوش ہوا خدا بہتر کرے مولوی ملا محمود صاحب [۱] کو پندرہ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر کے بھیجتا ہوں وہ پڑھادیں گے اور میں مدرسہ مذکورہ میں ساعی رہوں گا۔ (تذکرۃ العابدین ص ۶۹ ج ۱)

منشی فضل حق صاحب نے سوانح مخطوطہ میں لکھا ہے کہ :

''حاجی محمد عابد صاحبؒ ایک دن بوقت اشراق سفید رُومال کی جھولی بنا اور اس میں تین روپے اپنے پاس سے ڈال چھتہ کی مسجد سے تنِ تنہا مولوی مہتاب علی صاحب کے پاس تشریف لائے، مولوی صاحب نے کمال کشادہ پیشانی سے چھ روپے عنایت کیے اور دعاء کی بارہ روپے مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے اور چھ روپے اس مسکین (منشی فضل حق مصنف سوانح مخطوطہ) نے دیے وہاں سے اُٹھ کر مولوی ذوالفقار علی سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے مولوی صاحب ماشاء اللہ علم دوست ہیں فوراً بارہ روپے دیئے اور حسن اتفاق سے اُس وقت سیّد ذوالفقار علی ثانی دیوبندی وہاں موجود تھے ان کی طرف سے بھی بارہ روپے عنایت کیے وہاں سے اُٹھ کر یہ درویش حضرت (حاجی محمد عابد صاحب) محلہ ابوالبرکات پہنچے دوسو روپے جمع ہو گئے اور شام تک تین سو روپے پھر تو رفتہ رفتہ خوب چرچہ ہوا اور جو پھل پھول اس کو لگے وہ ظاہر ہیں۔ یہ قصہ بروز جمعہ ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء میں ہوا۔ (اور مدرسہ کا آغاز ۱۵ر محرم ۳۰ر مئی ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء بروز پنجشنبہ ہوا)۔

یہ قومی چندے کی پہلی تحریک تھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے جو قیام دارالعلوم کی تحریک میں شروع سے شریک تھے اس واقعہ کو ذیل کے شعر میں بیان کیا ہے۔

مردِ حق عابد صداقت کیش اوّلاً گستراند رُوِ مالش

تذکرۃ العابدین میں تحریر ہے :

''چنانچہ ملا محمود دیوبند آئے اور مسجد چھتہ میں عربی پڑھانا شروع کیا۔ جب یہ خبر عام ہوئی کہ علم عربی پڑھانے کو مدرسہ قائم ہو گیا ہے اور تعلیم شروع ہو گئی تو طالب علم جوق جوق آنے لگے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بباعث کثرت طلبہ مسجد میں گنجائش نہ رہی تب ایک مکان کرایہ پر لیا گیا مگر اس قدر کثرت طلبہ ہوئی کہ تنہا ملا محمود صاحب تعلیم نہ دے سکے چنانچہ اس عرصہ میں چندہ بھی زیادہ آنے لگا۔

---

[۱] حضرت ملا محمود رحمہ اللہ دیوبند کے باشندے تھے اور میرٹھ میں پڑھاتے تھے تاریخ دارالعلوم حاشیہ [۲] ص ۱۵۵ ج ۱)

اس وقت حاجی صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب ومولوی فضل الرحمٰن صاحب ومولوی ذوالفقار علی صاحب ومولوی مہتاب علی صاحب ومنشی فضل حق صاحب وغیرہ کو اہل شوریٰ قرار دیا کہ کاروبارِ مدرسہ حسب رائے اہل شوریٰ ہوا کرے۔ اور خود بھی اہلِ شوریٰ وسرپرست ومہتمم مدرسہ بلا تنخواہ رہے۔ جب چندہ کی زیادہ آمد ہونے لگی اہلِ شوریٰ سے مشورہ کیا گیا کہ دو مدرس چھوٹی کتابیں پڑھانے والے اور مقرر کیے جاویں اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بریلی سے بلا کر مدرس اول کیا جاوے اور ایک مدرس فارسی اور ایک قرآن شریف کا مقرر کیا چونکہ یہ کام متعلق دین محمدی کے تھا اس لیے یہ سب مدرس اہلِ تقرر رکھے گئے تا کہ کاروبار مدرسہ ہذا میں یہ لوگ دل سے توجہ کریں"۔(تذکرۃ العابدین ص۶۹۔۷۰)

"پہلے سال میں ۵۸ بیرونی طلبہ میں صرف ۶ طالب علم ایسے تھے جو خود اپنے اخراجات کا تکفل کر سکتے تھے بقیہ ۵۲ طلبہ کے خورد و نوش اور قیام وغیرہ کا تمام تر بار اہل دیوبند نے بخندہ پیشانی برداشت کیا"۔(تاریخ دیوبند ص ۳۲۵)۔

جس مکان کے کرایہ پر لینے کا ذکر ہوا ہے وہ مسجد قاضی کے نزدیک لیا گیا تھا یہ حضرت مولانا میاں سیّد اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ لکھتے ہیں :

"مسلمانوں کی معافیات ۱۸۲۸ء میں ضبط کر لی گئیں جو مسلمان نوابوں نے مسلمانوں کی تعلیم کیلیے دی تھیں۔وقف ہُگلی کا بیجا استعمال کیا گیا۔یہ وقف ۱۸۰۶ء میں کیا گیا تھا لیکن گورنمنٹ نے واقف کی مرضی کے خلاف انگریزی کالج بنادیا۔اور مسلمانوں کو نہ صرف اسکے انتظام سے بلکہ اس کی تعلیم سے بھی محروم کردیا۔بقول ہنٹر اسکے تین سو طلبہ میں صرف تین مسلمان تھے۔۷؍مارچ ۱۸۳۵ء میں لارڈ ولیم بینٹنگ نے ایک حکم جاری کیا کہ تعلیم عامہ اور وظائف کا کلی روپیہ صرف انگریزی تعلیم پر صرف کیا جائے جسکے یہ معنیٰ تھے کہ کلکتہ کی امداد کے طور پر مسلمانوں کو جو امداد ملتی تھی وہ بھی بند ہوگئی"۔

(ص ۱۳۴ تذکرۂ شیخ الہندؒ مولفہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ناشر مدنی دار التالیف بجنور، یو۔پی)

## ایک الہامی تجویز :

ان حالات میں حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمومی چندہ کی تجویز قیامِ مدارس اور احیاءِ دین کے لیے الہامی تھی وہ نہایت ہی زیادہ موثر ثابت ہوئی۔ جگہ جگہ اہلِ اسلام نے اسی طرز پر مدارس قائم کیے۔ مدارس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو" تاریخ دار العلوم ص ۱۵۰ و ص ۱۶۴ و ص ۴۶۴ تا ۴۷۶ ج ۱ "۔

تاریخ دار العلوم میں تحریر ہے :

" دار العلوم دیوبند کے لیے عوامی چندے کی تحریک کا آغاز آپ ہی نے فرمایا تھا۔ حاجی فضل حق نے حضرت نانوتویؒ کی سوانح مخطوطہ میں لکھا ہے ایک دن بوقتِ اشراق (حضرت حاجی سیّد محمد عابدؒ) سفید رُومال کی جھولی بنا اور اس میں تین روپے اپنے پاس سے ڈال چھتہ کی مسجد سے تنِ تنہا مولوی مہتاب علی مرحوم کے پاس تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے کمالِ کشادہ پیشانی سے چھ روپے عنایت کیے اور دُعاء دی اور بارہ روپے مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے اور چھ روپے اس مسکین (سوانح مخطوطہ کے مصنف حاجی فضل حق صاحبؒ ) نے دیے، وہاں سے اُٹھ مولوی ذوالفقار علی سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے مولوی صاحب ماشاء اللہ علم دوست ہیں فوراً بارہ روپے دیے اور حسن اتفاق سے اُس وقت سیّد ذوالفقار علی ثانی دیوبندی وہاں موجود تھے ان کی طرف سے بھی بارہ روپے عنایت کیے وہاں سے اُٹھ کر یہ درویش بادشاہ صفت محلہ ابوالبرکات پہنچے دوسو روپے جمع ہو گئے اور شام تک تین سو روپے پھر تو رفتہ رفتہ چرچا ہوا۔ اور جو پھل پھول اس کو لگے وہ ظاہر ہیں یہ قصہ بروز جمعہ دوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ میں ہوا"۔ (تاریخ دار العلوم ص ۱۵۰ ج ۱ نیز ص ۲۲۴۔ ۲۲۵ ج ۲)

قومی چندے کے ذریعہ مدرسہ قائم کرنے کی تجویز نہ صرف دار العلوم کے لیے بلکہ عام قومی اداروں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی، مدرسے کے اخراجات کی کفالت کے لیے ان لوگوں کے تھوڑے تھوڑے چندے کو پسند کیا گیا جو ناموری نہ چاہتے ہوں۔ اس قسم کے عام چندوں سے مدرسے کا چلانا اس وقت بالکل ایک نئی بات تھی دار العلوم کی اس مثال نے ملک کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیا۔ اجتماعی اور قومی کاموں کے لیے سرمایہ حاصل کرنے کا یہ پہلا تخیل تھا جو عملاً بہت کامیاب ثابت ہوا، اس نسخۂ کیمیا کا ہاتھ آنا تھا کہ جابجا اس کی تقلید میں مدارس جاری ہونے شروع ہو گئے چنانچہ قیامِ دار العلوم کے چھ سات ماہ بعد سہارنپور میں مظاہر العلوم اسی اصول پر قائم ہوا اور پھر رفتہ رفتہ جگہ جگہ مدارس جاری ہو گئے۔

عوامی چندہ کی یہ کامیاب ترکیب ایسی عمدہ اور سہل تھی کہ ہر جگہ اس پر عمل کیا جا سکتا تھا چنانچہ آگے چل کر یہ طریقہ اس قدر کامیاب اور مقبول ثابت ہوا کہ چند ہی سالوں میں مدارس عربیہ سے متجاوز ہو کر اسکولوں، کالجوں، انجمنوں اور دوسرے اداروں تک عام ہو گیا چنانچہ دارالعلوم کے قیام کے آٹھ نو سال کے بعد ۱۸۷۵ء/۱۲۹۱ھ میں علی گڑھ کالج (مسلم یونیورسٹی) بھی اسی طریقہ پر قائم ہوا اور پھر جوں جوں اس نظریہ کا تجربہ عام ہوتا گیا لوگوں کی ہمتیں بڑھتی گئیں اور آج بے شمار قومی اداروں کی بنیاد اسی طریقے پر قائم ہے۔

دارالعلوم سے پہلے اجتماعی طریق پر مدارس وانجمن قائم کرنے، چندہ جمع کرنے، سالانہ روداد شائع کرنے اور عوام کو بصورتِ جلسہ جمع کر کے عملی نتائج دکھلانے کے طریقے سے لوگ واقف نہ تھے، دارالعلوم نے یہ مثالیں پیش کر کے ملک اور قوم کے لیے ایک نئی زندگی کا آغاز کر دیا۔ (تاریخ دیوبند از ص ۳۳۱ تا ص ۳۳۴)

اسی سال دہلی، میرٹھ، خورجہ، بلند شہر اور سہارنپور وغیرہ میں مدارس جاری ہوئے جو اِسی بنیاد پر تھے اور دوسری جگہ مثل علی گڑھ وغیرہ اِس کارِ خیر کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ (تاریخ دارالعلوم ص ۱۶۴ ج ۱)

مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ لکھتے ہیں :

۱۲۹۶ھ/۱۸۷۴ء میں مدرسہ شاہی مراد آباد میں ۱۳۰۳ھ میں جامع مسجد امروہہ ضلع مراد آباد میں اسی طرز پر قائم ہوئے۔ (تذکرۂ شیخ الہندؒ ص ۱۳۷)

اس واقعہ میں جن حضرات کے نام آئے ہیں ان میں سے بعض کے حالات تاریخ دیوبند کے حاشیہ پر درج ہیں وہ یہ ہیں :

مولانا مہتاب علیؒ (وفات ۱۲۹۳ھ) مولانا ذوالفقار علیؒ کے بڑے بھائی تھے (حضرت شیخ الہندؒ کے تایا) تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں دیوبند کے خاص استادوں میں تھے۔ دیوبند کے رئیس شیخ کرامت حسین کے دیوان خانے میں جو مدرسہ قائم تھا اس میں عربی پڑھاتے تھے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عربی تعلیم کا آغاز اسی مدرسہ سے ہوا تھا۔ دارالعلوم قائم کرنے کے لیے پہلا چندہ حاجی محمد عابد صاحب کا تھا اور دوسرا چندہ انہی مولانا مہتاب علی نے دیا تھا قیام دارالعلوم کے بعد اس کی مجلس شورٰی کے رکن قرار پائے، دارالعلوم کے سالانہ امتحانات میں انہیں ممتحن بنایا جاتا تھا۔ (بحوالہ رُودادہائے دارالعلوم و سوانح قاسمی)

نیز تحریر ہے کہ :

''دارالعلوم کی جانب سے سب سے پہلے چندے کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں مولانا ذوالفقار علیؒ (والد ماجد حضرت شیخ الہندؒ) کے چندے کی تعداد ۲۴ روپے درج ہے''۔ (بحوالہ اشتہار مدرسہ عربی دیوبند مجریہ ۱۹ر محرم ۱۲۸۳ھ)

نیز تحریر ہے کہ :

''سیّد ذوالفقار علی پنجاب میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے ان کی شاندار حویلی کے ایک حصہ میں آج کل اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول جاری ہے ان کے فرزند مولوی ممتاز علی نامور عالم گزرے ہیں جن کا لاہور میں تہذیب نسواں کے نام سے خواتین کا ایک ماہانہ رسالہ نکالتے تھے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی ایک اہم کتاب ''البیان فی مقاصد القرآن'' ہے اس میں قرآنی مضامین کی تبویب چار جلدوں میں کی گئی ہے۔ سید امتیاز علی تاج انہی مولوی سیّد ممتاز علی کے فرزند تھے''۔ (تاریخ دیوبند از ص ۳۳۱ تا ۳۳۳ طبع دوم ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء ناشر علمی مرکز دیوبند)

''حاجی سیّد فضل حق دیوبندیؒ کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے شرف بیعت حاصل تھا یہ شروع سے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ حاجی محمد عابد صاحبؒ کے زمانۂ اہتمام میں سربراہ کار کی حیثیت سے کئی سال تک دارالعلوم کی خدمات انجام دیں۔ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں حاجی محمد عابد صاحبؒ کے مستعفی ہوجانے پر مہتمم مقرر ہوئے اور تقریباً ایک سال تک اس خدمت کو انجام دے کر مستعفی ہوگئے۔ حاجی فضل حق صاحب نے حضرت نانوتویؒ کی ایک سوانح حیات لکھی تھی جو ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ سوانح قاسمی مولفہ مولانا مناظر احسن گیلانی میں سوانح مخطوطہ کے نام سے جابجا اس کے اقتباسات دیے گئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ نہایت جامع اور مکمل سوانح حیات ہوگی''۔ (ماخوذ از تاریخ دارالعلوم ص ۲۲۶۔۲۲۷ ج ۲)

تاریخ دارالعلوم اور تاریخ دیوبند کے مصنف سیّد محبوب صاحب رضوی رحمہ اللہ کا وطن دیوبند ہے پیدائش ۱۷ر شعبان ۱۳۲۹ھ/۱۳ر اگست ۱۹۱۱ء کو اور وفات غالباً ۱۴۰۱ھ کو دیوبند میں ہوئی۔ تاریخ سے بہت دلچسپی تھی اور تحقیق کا مادہ بہت تھا۔ ۱۹۳۳ء سے ان کے تحقیقی مضامین شائع ہونا شروع ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم کی لائبریری کی ترتیب و تنظیم پر مامور ہوئے پھر عرصہ دراز تک بلکہ تاحیات ریکارڈ کی حفاظت وغیرہ پر مہتمم صاحب کے قریب کمرے میں مامور رہے۔ اسی لیے قدیم رُودادوں اور اشتہارات اور دوسرے ریکارڈ سے قیمتی مواد حاصل کر کے انہوں نے تاریخ دارالعلوم دو جلدوں میں مرتب کی۔ اور خاندان سادات دیوبند کا شجرہ بنام تذکرہ سادات رضویہ تحریر فرمایا۔ ان کی یہ سب کتابیں باحوالہ ہیں بڑی

عرق ریزی سے لکھی گئی ہیں سب مقبول ومعروف ہیں۔ وہ طبعاً ایسے تھے کہ بھلائی میں سب کے ساتھ اور برائی میں سب سے الگ، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (ان کی کتاب تاریخ دیوبند ایک ہی جلد میں ہے) ملخصاً از تذکرۂ سادات رضویہ ص ۲۸ و ۲۹ مع اضافہ بعض کلمات۔ لیکن تمام تحریرات میں انہوں نے حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا حق نہیں دیا۔ یا تو اس وجہ سے کہ وہ خود حاجی صاحبؒ کے خاندان کے تھے یا ماحول کے اندیشوں سے۔ بہر حال ہم نے جو کچھ تاریخ دار العلوم یا تاریخ دیوبند میں مل سکا اس سے استفادہ کیا ہے۔

تاریخ دار العلوم میں مثنوی فروغ کے اشعار در مدح حضرت حاجی محمد عابد صاحبؒ درج ہیں۔ مثنوی فروغ کے مصنف مولانا عبدالکریم فروغ دیوبندی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی نانا تھے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب دار العلوم دیوبند کے اولین صدر مدرس تھے ان سے ہی انہوں نے پڑھ کر ۱۲۹۶ھ میں سند فراغت حاصل کی تھی۔ (تاریخ دار العلوم ص ۴۲۸ و ۴۲۹ ج ۲)

(جاری ہے)

☆☆☆


عمدہ اور فینسی جلد سازی کا عظیم مرکز

# نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں "ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد" بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی "بکس والی جلد" بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر "کلر پرنٹنگ" (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6/16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

پروپرائیٹر : محمد سلیم و محمد ندیم

موبائل نمبر : 0300-9464017 , 0300-4293479

فون نمبر : 042-7322408

# موت العالم موت العالَم

❁❁❁

گزشتہ ماہ کی ۱۷ر تاریخ کو جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق مفتی و شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد تقریباً پچاسی برس کی عمر پاکر اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نہایت باعمل، متقی اور انتہائی سادہ انسان تھے، تمام زندگی درس وتدریس میں گزری۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کے شاگرد تھے۔ آپ کی وفات سے طبقہ علماء کو شدید دھچکہ لگا ہے۔ دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے اور آپ کی دینی خدمات کو قبول فرماکر اپنے شایانِ شان اجرِ عظیم عطا فرمائے نیز آپ کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

❁

محترم الحاج قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کے پوتے اور جناب حافظ رشید احمد صاحب کے بیٹے جناب حافظ منیر احمد صاحب گزشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ کو طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال کر گئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. ہر دو حضرات کے لیے جوان سال اولاد کی وفات بہت بڑا صدمہ ہے۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ اور ایک بچہ چھوڑے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کفالت فرمائے اور تمام اہلِ خانہ کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو نیز مرحوم کو اللہ پاک اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔

❁

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے برادرِ نسبتی اور پہلی اہلیہ مرحومہ کے بڑے بھائی جناب مولانا محمد یحیٰ صاحب بھی گزشتہ ماہ کی ۸ر تاریخ کو دیوبند میں تقریباً اسی برس کی عمر پاکر وفات پاگئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. مرحوم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے مرحوم کی وفات سے ان کا خاندان ایک شفیق سائے سے محروم ہوگیا، دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر آخرت کے بلند ترین درجات سے نوازے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

❁

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں مرحوم الحاج صابر صاحب کے بیٹے جناب خالد صاحب کی تین سالہ بچی گزشتہ ماہ طویل عرصہ بیماررہ کر وفات پا گئی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللہ تعالیٰ اُس کے والدین کو صبر عطا فرما کر اس کا نعم البدل عطاء فرمائے اور آخرت میں ان کی نجات کا سبب بنائے۔

جامعہ مدنیہ جدید وخانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت وایصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین۔

❁❁❁

احسان دانش

# نعتِ رسول ﷺ

حُسنِ فطرت کو ہجومِ عاشقاں درکار تھا
عاشقوں کو بہرِ سجدہ آستاں درکار تھا
زندگی تھی چلچلاتی دُھوپ میں زار و زبوں
رہروؤں کو سایۂ ابرِ رواں درکار تھا
بحر کو موتی ملے ، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شہِ ہر دو جہاں درکار تھا
اس بساطِ خاک کی نشوونما کے واسطے
اِک حکیمِ آب و گل اِک چہرہ خواں درکار تھا
کُفر کے نرغے میں گھبرائی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقینِ بے گماں درکار تھا
اے زہے تقدیر یہ نکلا محمد ﷺ کا مقام
کوئی انسان و خدا کے درمیاں درکار تھا
خالقِ ہر دو جہاں کی مصلحت جو ہو سو ہو
اس جہاں کو ناقدِ دانشوراں درکار تھا
خامیِ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات
عاصیوں کو اک شفیعِ عاصیاں درکار تھا
قافلے کو منزلِ انسانیت کے واسطے
نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا
بے صدا و صوت تھی دولت سرائے آب و گل
اس فضا میں صرف آئینِ اذاں درکار تھا

چاہیے تھا آدمی کی رہبری کو آدمی
مرسلوں کو سربراہ مرسلاں درکار تھا
زندگی پر کیسے کھل جاتے رموزِ زندگی
قولِ حق کو اُن کا اندازِ بیاں درکار تھا
منجمد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی
حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا
نور اُن کا عرش پر مولود اُن کا خاک پر
آسمانوں سے زمیں کو ارمغاں درکار تھا
اے محمد ﷺ تو نے رکھ لی مسلکِ آدم کی لاج
جس کو دانائے دو حرف "کن فکاں" درکار تھا
اُن سے ملتے ہی نظر کافر مسلماں ہوگئے
اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا
دھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس لیے سرکار نے
حشر کے دن رحمتوں کا سائباں درکار تھا
رحمۃ للعالمینی سے جلے دل کے چراغ
اِنس وجاں کو خیر خواہِ اِنس و جاں درکار تھا
سچ تو یہ ہے اُس خدائے دو جہاں کے واسطے
بزم عالم میں رسولِ دو جہاں درکار تھا

قسط : ۲

# سیرۃ نبوی اور مستشرقین

﴿ شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ ﴾

## تعددِ زوجات :

اس پر ہم دوطرح بحث کرتے ہیں، ایک بحیثیت مجموعی، دوم انفرادی حیثیت سے۔ مجموعی حیثیت سے یہ تحقیق کرنی ہے کہ جب دلائل سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کے تعددِ زوجات میں قطعاً شائبہ نفسانیت شامل نہ تھا کیونکہ آپ کی پوری زندگی نفسانی خواہش کے خلاف جہاد کا نمونہ تھی اور اس وجہ سے بھی اگر تعددِ زوجات میں نفسانی خواہش کا دخل ہوتا تو آپ نوجوان حسیناؤں کا انتخاب کرتے لیکن آپ کی جملہ زوجات بجز ایک کے سن رسیدہ اور بیوائیں تھیں، اس کے علاوہ نفسانی جوش کا زمانہ جوانی کا ہوتا ہے، لیکن جوانی سے لے کر ۵۳ سال کی عمر تک آپ نے ایک بوڑھی بیوہ عورت کے نکاح پر اکتفاء کیا، اس کے بعد کے بڑھاپے اور قریب الوصال وقت میں تعدد کی نوبت آئی۔

## سببِ اول...... تعددِ زوجات کا اصل سبب تعلیمِ دین تھا :

اس تعدد زوجات کا منشاء لازماً کوئی اور تھا اور وہ یہ تھا کہ حضور علیہ السلام کا قول وعمل اُمت کے لیے ہدایت کا سامان اور نمونۂ عمل تھا بلکہ تمام عالمِ انسانی کے لیے، کیونکہ آپ کی نبوت **لیکون للعٰلمین نذیرا و رحمۃ للعٰلمین** کی حیثیت سے بین الاقوامی تھا اور دروازہ نبوت کی بندش کی وجہ سے آپ کے ایک ایک قول وعمل اور اندرونِ خانہ زندگی کا کردار اور ازواج مطہرات سے آپ کا طرز معاش، اداء حقوق اور اخلاقی زندگی کا پورا نقشہ اُمت کے مرد اور عورتوں شوہروں اور بیویوں دونوں کے لیے واجب العمل نمونہ تھا اور اسی نمونہ کے قالب میں اپنی زندگی کو ڈھالنا لازمی تھا۔ **لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ** یقیناً تمہارے لیے حضور علیہ السلام کے قول وعمل اور طرزِ زندگی میں انسانیتِ کاملہ کا بہتر نمونہ ہے اس وجہ سے ایک ایسے ادارے کا قیام ضروری تھا جو اس داخلی زندگی کی تعلیم کے لیے ازواج کے ذریعے وجود میں آیا، کیونکہ اسلام کے قانونِ حجاب کے تحت پیغمبر اسلام علیہ السلام سے اُمت کی اجنبی عورت نہ بے حجابانہ مل سکتی تھی اور نہ پابندیٔ قانونِ پردہ کے تحت۔ حضرت علیہ السلام اجنبی عورتوں سے مل سکتے تھے اور نہ ہی اندرونِ خانہ زندگیٔ رسالت کے مشاہدہ کی صورت ہو سکتی تھی اس لیے تکمیل تعلیم دین کے لیے منشاء الٰہی نے یہ انتظام کیا کہ ایسی عورتوں کا مختلف طبقات میں سے انتخاب ہو کہ وہ طہارتِ نفس، پاکیزگیٔ قلب اور فہمِ دین میں امتیازی شان رکھتی ہوں تاکہ وہ حضور علیہ السلام سے

علومِ دینیہ اور اُسوۂ نبویہ بالخصوص مستورات سے متعلقہ مسائل کو حاصل کر سکیں اور صحیح سمجھ سکیں اور اُمّت کو عموماً اور مستوراتِ اُمّت کو خصوصاً ان کی تعلیم دے سکیں تا کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم کو مردوں اور عورتوں دونوں کو یکساں طور پر پہنچانے اور ابلاغ میں آسانی ہو اور گھر کے اندر کے احوال اور بالخصوص زوجات کے حقوق اور حسن معاشرہ کا صحیح نمونہ اُمّت کو معلوم ہو سکے۔

یہی وجہ ہے کہ خدیجہؓ کے بعد ازواجِ مطہرات کا انتخاب بھی حضور اکرم ﷺ نے خود نہیں کیا بلکہ وحی الٰہی سے ہوا کہ اس کام کی صحیح اہلیت کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا تھا۔ حضرتِ خدیجہؓ اور زینب بنت خزیمہؓ نے حضور علیہ السلام کی زندگی میں وفات پائی اور نو بیویاں حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت زندہ تھیں، یہ حدیث ملاحظہ ہو، عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما تزوجت شیئًا من نسائی ولا زوجت شیئًا من بناتی الا بوحی جاء نی بہ جبریل عن ربی عزوجل ۔اخرجہ عبدالمالک بن محمد بسندہ.عیون الاثر ج۲ ص ۳۰۰ و زرقانی ج۳ ص ۲۱۹) اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ زمانہ نبوت کی ازواجِ مطہرات کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کی خواہش نفس کو اس میں دخل نہیں تھا اس لیے بجز ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب عمر رسیدہ اور بیوہ منتخب ہوئیں کہ کارِ تبلیغ و تعلیم دین کی پوری اہلیت کا علم صرف خدا ہی کو ہو سکتا تھا، جیسے نبی کا انتخاب خدا کرتا ہے، زوجیتِ نبی کا انتخاب بھی خدا نے کیا، کیونکہ مقصدِ نبوت کی اہلیت اور مقصدِ زوجیتِ نبوت کا صحیح علم صرف خدا کو ہے، اس ادارۂ ازواج کا فائدہ یہ ہوا کہ نبوتِ محمدی کے بہت سے علوم ازواجِ مطہرات کے ذریعے اُمّت کو پہنچے ورنہ اُمّت ان علوم سے محروم ہوتی۔

سببِ دوم :

پھر ان ازواجِ مطہرات کی ذوات قدسیہ میں شدتِ تعلق کی وجہ سے جو اخلاق زکیہ وفضائل محامد حضور علیہ السلام سے منتقل ہوئے وہ پوری اُمّت اور اُمّت کی مستورات کے لیے نمونہ عمل ہیں۔ کتب سیر ورجال میں ان ازواجِ مطہرات کی عبادت، روزے، تلاوتِ قرانِ، ذکر اللہ، سخاوت، ترک محبت مال، قناعت، فکرِ آخرت، اتباعِ شریعت کے جو احوال درج ہیں اِن کو دیکھ کر ایمان قوی ہو جاتا ہے اس لیے قرآن پاک میں فرمایا وازواجہ اُمھاتھم کہ حضور علیہ السلام کی بیویاں اُمّت کی مائیں ہیں جیسے حضور علیہ السلام اُمت کے باپ ہیں یعنی جیسے ایمان کی تازگی وحیات میں احوالِ نبی کو دخل ہے احوال زوجاتِ نبی کو بھی دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لستن کاحد من النساء تم (زوجاتِ پیغمبر!) دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو بلکہ تمہارا مقام بہت بلند ہے۔

سببِ سوم :

دینِ حق وعدلِ الٰہی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کینہ پرور عربوں کے انتقامی جذبات کا فطری جوش تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ تعلیم اُمت کے لیے دائرہ زوجیت میں جن مستورات کا انتخاب ہو۔ان سے مقصدِ تعلیم اُمت کے علاوہ ان زخموں کی بھی مرہم پٹی کی جائے جو مقابلۂ دینِ حق میں ان کے خاندانوں کو پہنچ چکے ہیں اور ان کا سبب اگرچہ ان کے اپنے کیے ہوئے جرائم واعمال ہی تھے،مگر ان بااثر وقوی خاندانوں کی وجہ سے جو اشاعتِ حق کی راہ میں ایک تاریخی عداوت اور انتقام کیشی کی فضا پیدا ہو چلی تھی جس کا دور کرنا ضروری تھا۔

حضرت جویریہؓ :

اس سلسلۂ انتخاب میں حضرت جویریہ بنت حارثؓ آتی ہیں جن کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔یہ ایک طاقتور قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں قید ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصہ غنیمت میں آگئیں۔انھوں نے ان سے مکاتبت کر لی یعنی یہ کہ آپ اتنی رقم ادا کر دیں تو آپ آزاد ہو جائیں گی۔ یہ رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں،آپ نے فرمایا،اگر رقم میں ادا کر دوں اور آزاد کر دُوں اور پھر میں خود تم سے نکاح کر لوں تو نکاح پر تم راضی ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں راضی ہوں (ابوداؤد، کتاب الاحتاق) اتفاق سے ان کے باپ حارث آئے،انھوں نے کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں رہ سکتی،آزاد کر دیں،آپ نے فرمایا،میں اس کو جوہریہ کی مرضی پر چھوڑتا ہوں،جوہریہ نے فرمایا، میں اللہ اور رسول کو اختیار کرتی ہوں (رواہ ابن المنذر بسند صحیح جلد۴ص ۳۶۵)۔

حضرت اُمِ حبیبہؓ :

تیسری زوجہ مطہرہ اُم المومنین اُم حبیبہؓ ہیں جو اسلام کے خلاف اکثر لڑائیوں کے کمانڈنگ آفیسر اور قریش کے سردار ابوسفیان کی بیٹی تھیں،ان کی ماں حضرت عثمان کی پھوپھی صفیہ بنت ابی العاص تھیں،ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔حضرت اُم حبیبہ خود بھی مسلمان ہوئیں اور ان کی تبلیغ سے ان کے شوہر بھی مسلمان ہوئے،اس وقت ان کے باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ جو اسلام کے دشمن تھے،دونوں اِن کو اسلام لانے پر ستاتے رہے،تنگ آکر دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی،وہاں کچھ مدت کے بعد شوہر عبیداللہ بن جحش نصرانی ہو گیا،لیکن اُم حبیبہ اسلام پر قائم رہیں،حضور کو اطلاع ہوئی،آپ نے متاثر ہو کر سوچا تو آپ کو ان کی اس استقامت کا خیال آیا کہ انھوں نے اپنے سردار باپ کی دُشمنی مول لے کر افریقہ کے ملک میں پناہ لی۔پھر شوہر اس عیسائی ملک میں مرتد ہو کر مر گیا،لیکن اُم حبیبہ کی ایمانی استقامت میں

فرق نہ آیا۔ یہ دونوں اُمور ایسے ہیں کہ اس صورت میں بے سہارا مستورہ کو سہارا ملنا چاہیے، دوم یہ کہ اس طرح ان کے باپ اور خاندان کی اسلام دُشمنی میں کمی بھی آجائے گی۔ یہ دو اہم سبب ہوئے کہ آپ نے اُم حبیبہ کو شرفِ زوجیتِ نبوی سے نوازا۔ حبشہ کے بادشاہ کو جو مسلمان ہو چکے تھے، حضور نے اپنے قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اُم حبیبہ کو میری طرف سے پیغام نکاح پہنچادو، چنانچہ یہ پیغام پہنچادیا گیا۔ یہ بشارت سن کر بادشاہ کی اس باندی ابرہہ کو جس نے یہ پیغام پہنچایا تھا، اس کو اُم حبیبہ نے اپنے ہاتھوں کے دو کنگن اور پاؤں کے پازیب اور انگلیوں کے چھلے انعام میں دیئے اور نکاح ہوگیا۔ مہر نکاح چار سو پونڈ بادشاہ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے مہر میں دے دیئے اور سامان بھی دیا۔

## حضرت صفیہؓ :

چوتھی بیوی صفیہؓ بنت حیی بن اخطب ہیں۔ اس سلسلہ میں صفیہ بھی شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں جو بنی نضیر کے یہودی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں، جن کا پہلا نکاح سلام بن شکم سے ہوا تھا، اس نے طلاق دی اس کے بعد دوسرا نکاح کنانہ بن ابی العتیق سے ہوا، وہ غزوۂ خیبر میں مقتول ہوا، صفیہؓ قید ہو کر آئیں۔ حضور ﷺ نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا، صفیہؓ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں، اس نکاح سے بے سہارا صفیہ کی دل جوئی بھی ہوئی اور اس کا اظہار بھی مقصود تھا کہ حضور کو یہود سے ذاتی عداوت نہیں تاکہ عداوت یہود میں کمی آجائے۔

## حضرت زینبؓ :

پانچویں بیوی زینب بن جحش تھیں، یہ حضور ﷺ کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، عرب کا دستور تھا کہ متبنّٰی یعنی لے پالک بیٹے کو اصل بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور اس کی بیوی سے بصورتِ موت یا طلاق بعد از عدت بھی نکاح حرام سمجھتے تھے اس کے علاوہ اگر کسی پر غاصبانہ و ظالمانہ طریق پر غلامی کا داغ لگ جاتا تھا تو آزادی کے بعد بھی کسی شریف عورت کو اِس کے نکاح میں دینے کو عار سمجھا جاتا تھا۔ ان دو رسموں کو عملی طور پر توڑنے کے لیے منشاء الٰہی کے تحت حضور علیہ السلام نے ان کا نکاح اپنے متبنّٰی لے پالک زید بن حارثہ سے کرنا چاہا لیکن چونکہ ایسا کرنا ازواجِ عرب کے خلاف تھا، زینبؓ شریف خاندان سے تھیں اور حضور کی پھوپھی زاد تھیں، زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش، جو دونوں مسلمان تھے، ان سے جب حضور اکرم ﷺ نے تذکرہ کیا تو انھوں نے زید بن حارثہ آزاد کردہ غلام سے نکاحِ زینب کو گوارا نہ کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا**۔ اس آیت میں مومن اور مومنہ زینب اور ان کے بھائی مراد ہیں، یعنی مومن مرد یا عورت کے لیے درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کریں تو وہ اس پر

راضی نہ ہو اور جو کوئی اللہ ورسول کی نافرمانی کرے تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔ اس آیت کے نزول پر زینب اور ان کے بھائی نکاح پر راضی ہو گئے اور نکاح ہو گیا لیکن خاندانی برتری کا تصور چونکہ باقی تھا دونوں میں موافقت نہ ہو سکی۔ حضرت زیدؓ جب شکایت حضور ﷺ کے پاس لے کر جاتے اور طلاق کا ارادہ ظاہر کرتے تو حضور ﷺ اس خفگی پر صبر کی تلقین کرتے اور طلاق دینے سے منع فرماتے۔ یہ خیال تھا کہ ایک تو آزاد کردہ غلام سے نکاح کے عار کو برداشت کیا، اب اگر طلاق دی گئی تو طلاق کا عار بھی لگ جائے گا تو زیادہ ناراضگی پیدا ہوگی۔ پھر جب موافقت ناممکن ہوگئی تو زیدؓ نے طلاق دے دی۔ طلاق کی جب عدت گزری تو اللہ کا منشاء ایک دوسری رسمِ جاہلیت کے ازالے کا ہوا کہ خود حضور ﷺ کے عمل سے اس رسمِ جاہلیت کو منہدم کیا جائے، تو حضور ﷺ کو اگرچہ منشاء الٰہی کی تکمیل سے عذر نہ تھا لیکن یہ خیال رہا کہ عرب میں بدنامی ہوگی کہ وہ لوگ منہ بولے بیٹے کی جورو کو حرام کہتے تھے اور حضور ﷺ خود منہ بولے بیٹے کی جورو کو گھر میں رکھ لیں، پھر حضور ﷺ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرتِ زینبؓ اور اُن کے خاندان کو رواجِ عرب کے مطابق دو قسم کی رُسوائی ہوئی ایک آزاد کردہ غلام سے نکاح کی، دوم طلاق کی، لیکن منشاء الٰہی تھا کہ اس زخم رسوائی کا مداوا ہو جس کے لیے بہترین مرہم صرف یہ ہو سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام خود زینب کو اپنی زوجیت کا شرف بخشیں لیکن ساتھ ہی عرب کی اس رسوائی کا بھی ڈر تھا کہ یہ طعن دیا جائے گا کہ آپ نے (لے پالک) بیٹے کی جورو سے نکاح کیا، کیونکہ عرب لوگ متبنی کو بیٹا ہی سمجھتے تھے لیکن منشاء الٰہی کے تحت آپ نے عمل فرمایا اور اس جاہلانہ قدیم رسم کا انقطاع فرما دیا۔

حضور ﷺ کے اس نکاح سے معاشرتی نظاموں کی اصلاح ہوئی اور مساواتِ بشری کی ایک عمدہ نظیر بھی قائم کی گئی لیکن عجیب بات ہے کہ مستشرقین نے صلیبی جنگوں کی موروثی عداوت سے جھوٹے اور بے سند اضافے کر کے اس کو عشقیہ داستان بنایا، گویا آپ اس نکاح کے لیے بے تاب تھے، اس متعصبانہ غلط الزام تراشی کی تردید کے لیے صرف یہ کافی ہے کہ حضرت زینبؓ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں، بچپن کے زمانے سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے خود ہی اِن کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ سے کرایا۔ جوان کو ناگوار بھی گزرا لیکن پھر خدا اور رسول کے حکم کی مجبوری سے نکاح پر راضی ہوئیں، میں کہتا ہوں کہ اگر حضور علیہ السلام اس نکاح کے لیے بے قرار تھے تو مکہ معظمہ میں حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد خود ان سے نکاح کر لیتے یا بعد از ہجرت جب آپ نے ان کا ۴ھ میں زیدؓ سے نکاح کرانا چاہا تو زید بن حارثہ کے بجائے خود ان سے نکاح کر لیتے، وہ کم نسبی کی وجہ سے زید کے نکاح سے راضی نہیں تھیں تو خود ان سے نکاح کر لینے میں کیا رکاوٹ تھی اور اب بیوہ ہونے کے بعد نکاح میں کیا کشش تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ مسیحی استشراق کی غلط داستان ہے، جو سراسر عقل کے خلاف ہے۔

## وحی پر مستشرقین کا اعتراض :

مستشرقین کا یہ کہنا کہ کیفیت وحی، مرگی کی بیماری تھی قطعاً نامعقول ہے بوجوہات ذیل :

(۱) صرع یا مرگی کی بیماری میں مرض کے دورے کے وقت جو واردات ہوتی ہیں، مریض کو افاقہ کی حالت میں اُس کا قطعاً علم نہیں ہوتا کہ اُس پر کیا وارد ہوا اور کس طرح وارد ہوا۔ اس حقیقت پر قدیم اطباء اور جدید ڈاکٹرز متفق ہیں۔ جس کو محمد حسین ہیکل مصری نے "حیاۃ محمد" میں نقل کیا ہے لیکن وحی نبوی کی حالت اِس کے خلاف تھی۔ وحی کے دوران کے تمام الفاظِ وحی زوالِ کیفیتِ وحی کے بعد آپ کو یاد رہتے تھے اور وحی کی پوری کیفیت آپ کے حافظے میں ہوتی تھی۔ لہٰذا مرگی کا تخیل صرف الزام تراشی ہے۔

(۲) دوم یہ کہ مرگی کے ساتھ زمین پر گر پڑنا، منہ سے جھاگ آنا، اُنگلیوں کا سکڑ جانا لازمی ہے، لیکن یہاں ان میں سے کوئی چیز نہیں۔

(۳) سوم یہ کہ وحی کی حالت میں جو پیغام آپ کو دیا گیا جس کا نام قرآن ہے اور جس کی لفظی و معنوی حیرت انگیز معجزانہ خوبیوں سے دُنیا بھر کے حکماء اور عقلاء عاجز ہیں۔ اور جس کی اصلاحی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ بہت کم عرصہ میں اُس نے عرب اور ماورائے عرب کے اُن انسانوں کو جن کی زندگی سیاہ اور پُر از معاصی تھی اور نا قابلِ اصلاح تھی ایسے درندہ صفت انسانوں کو حضرت نے ایسی پاکیزہ زندگی عطا کی کہ تاریخ انسانیت میں اس کی نظیر نہیں۔ وہ عباداتِ الٰہی، خشیت اللہ اور اخلاق میں بے مثال، حسنِ معاملات، جہاں بانی، جہاں داری اور عدل و انصاف میں یکتا بن گئے۔ کیا کسی مرگی والے کی بات میں بھی اِس قسم کا اثر ممکن ہے؟

(۴) چہارم یہ کہ نبوت کا زمانہ تیئس سال سے زیادہ ہے۔ اگر اتنی طویل مدت تک کوئی موذی مرض کا شکار ہو تو ضرور اُس کی صحت خاب اور تباہ ہو جاتی ہے لیکن پیغمبر اسلام ﷺ کی صحت کا یہ حال تھا کہ تریسٹھ سال کی عمر تک جسمانی اور دماغی قوت آپ کی بے نظیر تھی اور سر اور ڈاڑھی مبارک میں بہ مشکل بیس بال سفید ہوئے ہوں گے جو انتہائی عمدگیٔ صحت کی دلیل ہے۔

(۵) پنجم یہ کہ تیرہ سو سال بعد کے دُشمنوں نے آپ کے متعلق یہ فرضی جھوٹ تراشا، لیکن جو دشمن آپ کے زمانے میں موجود تھے اور آپ کی حالت کا دن رات مشاہدہ کرتے تھے جن میں مشرکین یہود اور نصارٰی شامل تھے، اُن میں سے کسی ایک فرد نے بھی آپ کی ذات کی نسبت مرض مرگی کا الزام نہیں لگایا حالانکہ ان دشمنوں کو اس الزام تراشی کی زیادہ ضرورت تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ باحیا اور کسی قدر انسانی شرافت اور راست گوئی کی اہمیت کے قائل تھے اور اہلِ استشراق اِس سے محروم ہیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆

**جامعہ مدنیہ جدید کی زیرِ تعمیر عمارت کا نقشہ جس کا سنگِ بنیاد اکتوبر میں رکھا گیا تھا**

حضرت محمد ﷺ یا اپنے والدین، عزیز واقارب اور بزرگانِ دین

کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے کم از کم ایک کمرہ تعمیر کرائیں

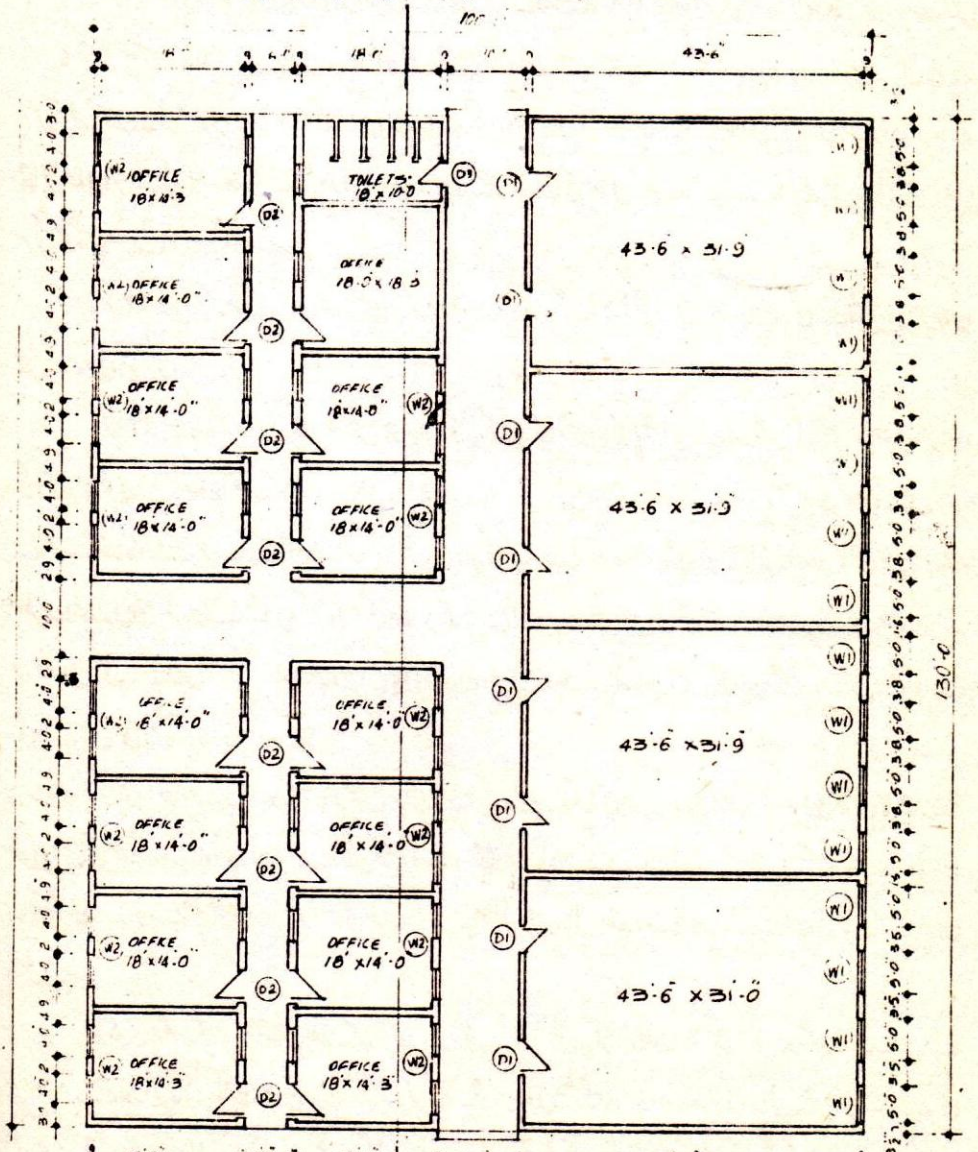


بڑے کمروں کی تعمیر پر آنے والے اخراجات = دس لاکھ پچاس ہزار روپے فی کمرہ

چھوٹے کمروں کی تعمیر پر آنے والے اخراجات = ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے فی کمرہ

# نصابِ تعلیم

## مکتوب گرامی حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

## سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند

مؤرخہ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

مطابق ۱۷ر اپریل ۱۹۴۷ء

حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مزاجِ گرامی !

کئی روز ہوئے گرامی نامہ صادر ہوا تھا۔ احقر اپنی کاہلی یا مشغولیت کے باعث جواب نہیں دے سکا۔ اس تاخیر کو معاف فرماویں۔

فسادات کی بناء پر اپنے احباب، بزرگوں اور رفقاء کرام کی طرف سے تشویش رہتی ہے خدا کرے آپ سب حضرات بہمہ وجوہ بعافیت ہوں۔

آپ معاف فرمادیں آپ کو غلط فہمی ہوئی۔ احقر نصاب کے بارے میں مبصر کبھی بھی نہیں تھا۔

اب تو چند سال سے جیل خانہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کی اور باہر آیا تو دفتر مرکزیہ جمعیۃ علمائے ہند میں محرری کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ جو لفظِ نظامت کی عملی حقیقت ہے۔ ایسی حالت میں احقر کا کچھ لکھنا نابلد کی تحریر ہوگی مگر ارشاد گرامی کی تعمیل بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے احقر یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہے کہ تبدیلی نصاب کے بارہ میں احقر کچھ زیادہ روشن خیال نہیں واقع ہوا۔ بلکہ بڑی حد تک احقر مقلد ہے۔ موجودہ نصاب میں کچھ تبدیلی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور احقر ضروری سمجھتا ہے، مگر وہ تبدیلی صرف جزوی ترمیم ہے تنسیخ نہیں۔

پرائمری اور ابتدائی درجات میں تو احقر کی یہ خواہش ہے کہ اُن کا نقشہ وہی ہو جو سرکاری پرائمری اسکولوں کا ہوتا ہے۔ البتہ اس میں مذہبیات کا اضافہ آپ کردیں مگر وہ نہایت سہل ہو کہ بچے بآسانی اس کو برداشت کرلیں۔ اس طرح کسی مسلمان کو اس کا موقعہ نہ رہے گا کہ وہ آپ کے مدرسہ میں اپنے بچے کو نہ بھیجے۔ وہ پرائمری تعلیم جو پرائمری سکول میں دی جاتی ہے آپ کے ہاں بھی دی جائے گی۔ اس پر قرآن حکیم اور دینیات کا اضافہ ہوجائے گا۔ گورنمنٹ بھی آپ کے بچے کو

جبری تعلیم سے مستثنیٰ کرسکتی ہے۔ اور آپ کے یہاں پڑھنے والے بچے مقدمات کی دست برد سے محفوظ رہیں گے لیکن درجات حفظ بالکل علیحدہ ہوں اور تااختتام حفظ بچے کے دماغ کو منتشر نہ کیا جائے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد بچے کو فارسی یا عربی کی طرف متوجہ کرایا جائے۔ ایک خیال یہ ہے کہ فارسی زبان کی تعلیم بیکار ہے۔ عربی کی ابتدائی کتابیں اُردو میں ہونی چاہئیں۔ فارسی صرف اُن کو پڑھائی جائے جو اس زبان کو حاصل کرنا چاہیں مطلب یہ ہے کہ فارسی زبان عربی کا ذریعہ تعلیم نہ رہے بلکہ انگریزی زبان کی طرح علیحدہ زبان قرار دیا جائے اور صرف ان کو پڑھائی جائے جو اس زبان کو سیکھنا چاہیں، عربی زبان کے لیے اُردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ یہ خیال درست ہے مگر احقر کے خیال میں اب تک جو کتابیں اُردو میں لکھی گئی ہیں اُن سے عربی تعلیم میں اور طوالت ہو جاتی ہے لہٰذا اگر علم الصیغہ اور نحو میر کا ترجمہ اُردو میں ہو جائے تو احقر کے خیال میں وہ بہتر اور مختصر رہے گا۔ عربی درجات کے نصاب میں اس قدر ترمیم تو ضروری ہے کہ منطق اور فلسفہ جو علوم آلیہ ہیں، متون پڑھا کر نفسِ مسئلہ کی تعلیم اور اُس کی تمرین پر زور دیا جائے۔ شروح کی طوالت کو حذف کر دیا جائے البتہ متون میں بعض مناسب اضافہ ضرور کر دیا جائے مثلاً معانی میں مختصر المعانی حذف کر کے تلخیص المفتاح کے بعد معانی کی کوئی اور کتاب پڑھائی جائے۔ (اس کے متعلق مولانا عبدالحق صاحب مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد سے استصواب کیا جائے۔)

نحو اور ادب کی تعلیم کا طرز کیا ہو پہلے ادب ہو یا پہلے نحو وصرف۔ اس مسئلہ میں آپ مولانا معراج الحق صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور سے مشورہ فرمائیے۔

فنونِ آلیہ کے سلسلہ میں جغرافیہ اور تاریخ کا اضافہ ازبس ضروری ہے کچھ کتب تاریخ وجغرافیہ کا ان کو مطالعہ کرایا جائے۔ مطالعہ کی بہتر صورت یہ ہے کہ چند طلبہ کی چھوٹی سی جماعت بنا کر ہدایت کی جائے کہ ایک صاحب کتاب پڑھیں دوسرے سنتے رہیں۔ اس طرح کتابوں کا مطالعہ کرایا جائے اور ہر کتاب کے ختم پر اس کا امتحان لے کر دوسری کتاب کے مطالعہ کی فرمائش کی جائے۔

رسول کریم، قصص القرآن، سیرۃ النبی، الفاروق، شاندار ماضی، وغیرہ کا مطالعہ اسی طرح کرایا جائے۔

علومِ مقصودہ کے نصاب میں جو کتابیں ہیں اُن میں کمی کی شکایت ہے یعنی ضرورت سے بہت کم ہیں۔ زیادتی کی شکایت نہیں۔ لہٰذا احقر کے خیال میں کم کرنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ صرف یہ کہ کنز الدقائق اور شرح وقایہ کے بجائے شرح نقایہ مکمل طور پر پڑھائی جائے۔

الفوز الکبیر اور نخبۃ الفکر کی تعلیم لازمی ہے اور الاتقان فی علوم القرآن کے بھی کچھ حصے داخلِ درس ہونے چاہئیں خیر الاصول کے مطالعہ کا احقر کو شرف حاصل نہیں ہوا۔

درستی اخلاق کے بارے میں احقر کا خیال ہوا کرتا ہے کہ طلبہ کی مختلف جماعتیں کر کے ایک ایک جماعت کو ایک ایک استاد کے حوالہ کر دیا جائے جو ۲۴ گھنٹہ ان کی نگرانی رکھے۔ باہمی اختلاط و مربیانہ معاشرت سے اُن کی تربیت کرتا رہے ایسے مدرس اگر میسر آجائیں تو اُن کی تلاش کرنی ضروری ہے اور اُن کی تنخواہوں میں بخل اور بے جا کفایت شعاری سے کام نہ لیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کی کتابوں اور اس قسم کی درسی کتابوں کے متعلق احقر کی رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے مستقل درجاتِ تکمیل ہوں۔ جن میں انگریزی ہندی وغیرہ کی تعلیم بھی ہو اور تبلیغ وغیرہ کی عملی مشق بھی ہو۔ زمانہ درس میں تبلیغ کی عملی مشق مناسب نہیں۔

احقر نمبر ۷ کا ضمناً اور صراحۃً جواب دے چکا ہے۔ اگر موقعہ مل سکا تو اربعین مصنفہ حضرت مولانا سیّد فخر الدین احمد صاحب اور رسالہ ہمارے پیغمبر کے نمونے احقر بھیجے گا۔ اگر مناسب سمجھیں تو ابتدائی تعلیم کے سلسلۂ دینیات میں داخل فرمالیں۔

والسلام

محمد میاں

(از ماہِ فضل و کمال ص ۳۶۸ تا ۳۷۱)

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ہر انگریزی مہینے کی پہلی اتوار کو ظہر کی نماز کے بعد بمقام A-537 فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (ادارہ)

# خواتین کا عشقِ رسالت

﴿محترمہ مسز طاہرہ کوکب صاحبہ، کراچی﴾

کہتے ہیں عورت سراپا محبت ہے اور یہ جب کسی سے محبت کرتی ہے تو دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر محبت کرتی ہے اور بہت ٹوٹ کر محبت کرتی ہے۔ دنیا و مافیہا سے ماورا محبت کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ جو محورِ عشق و محبت ہیں ان سے صحابیات کی اُلفت و پیار کا اپنا رنگ تھا جس میں وہ منفرد و یگانہ تھیں۔ یہ مقدس ہستیاں اپنے محبوب آقا حضرت محمد ﷺ کے آرام کا بھی بے حد خیال رکھتی تھیں اور آپ ﷺ کے آرام کی خاطر اپنی ذات کی پرواہ نہیں کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے منسلک اشیاء کو بطورِ یادگار محفوظ کر لیتی تھیں اور اُن اشیاء کے استعمال میں جس رنگِ عشق و محبت کا اظہار کرتی تھیں وہ بھی بے نظیر تھا۔

## حضرت سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا عشقِ رسالت :

رحمۃ اللعالمین ﷺ اپنے مبارک قدم جس گھر میں لے کر جاتے اُس گھر کی قسمت پر عرش و فرش رشک کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گھروں میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے وہ جب اپنے محبوب سرورِ دو عالم ﷺ کو اپنے گھروں میں دیکھتی تھی تو اُن کا دل موجِ بہاراں کی طرح سے کھل اُٹھتا تھا، ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوتی تھی۔

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ آپ کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے مشکیں، پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کر کے رکھ لیتی تھیں اور اس کو جان و دل سے عزیز رکھتی تھیں۔ اسی طرح ایک دن رسول عربی ﷺ کو پیاس محسوس ہوئی تو فرمایا! ''اُم سلیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پانی لاؤ''۔ سامنے مشکیزہ لٹک رہا تھا وہ اس میں سے پانی اُنڈیلنے لگیں تو آپ نے ارشاد فرمایا ''اسے ہی لے آؤ''۔ آپؓ مشکیزہ لے آئیں تو آپ ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ مبارک سے لگایا اور پانی پیا، جب حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشکیزہ کے اُس دہانے پانی نکالنے کا منہ کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار محفوظ کر لیا اس لیے کہ آپ ﷺ کے ہونٹوں نے اس حصہ کو چھوا تھا۔ یہ تھا عشقِ رسالت (عشق رسول کریم نواز رُومانی ادبستان لاہور جنوری ۲۰۰۰ء ص ۴۰۵۔۴۰۶)

## حضرت اُم سلیمؓ کا بچوں کو حبِ رسالت کی تعلیم دینا :

حضرت انس بن مالکؓ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لختِ جگر تھے ان کے بال بہت بڑے رہتے تھے ایک روز انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کو کاٹ دیں جب آپؓ کی والدہ ماجدہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ تڑپ اُٹھیں اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انسؓ ان بالوں کو مت کاٹنا کیونکہ ان بالوں کو نبی کریم ﷺ نے پکڑا تھا حضرت اُم سلیمؓ کی زندگی حضور اکرم ﷺ کی محبت سے بھرپور تھی یہاں تک کہ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے وصیت کی ۔ ''میرے محبوب آقا و مولا ﷺ کا پسینہ مبارک جو میں شیشی میں بھر کر رکھا کرتی تھی میرے کفن میں شامل کر دینا'' اور پھر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ (عشقِ رسول کریم ص ۴۰۷) انہی خاتون کا دلچسپ واقعہ ہے حضرت ابوطلحہؓ غزوہ حنین میں آپ ﷺ کے پاس ہنستے ہوئے آئے اور عرض کیا آپ کو معلوم ہے اُم سلیمؓ نے خنجر لگا رکھا ہے آپ ﷺ نے پوچھا تم اس کا کیا کرو گی تو کہنے لگیں جب بھی کوئی مشرک میرے سامنے آیا اُس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔

## حضرت سیّدہ اُم عمارہؓ کا میدانِ جہاد میں عشقِ رسالت :

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی جب فتح شکست میں تبدیل ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو تنہا دیکھا تو آپؓ نے مشکیزے کو ایک طرف رکھ دیا اور قریب ہی پڑے ہوئے شہید کی تلوار اُٹھائی اور اپنے آقا محمد ﷺ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں تاکہ دشمن کا کوئی تیر یا کوئی ہتھیار آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکے جب کوئی قریب آتا تو اُس سے بڑی بہادری و جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتی تھیں۔

ابن قمیہ جو رسول ﷺ کا بہت بڑا موذی دشمن تھا وہ جب سامنے آیا تو اس کے ساتھ بہادری سے نبرد آزما ہوئیں۔ اس کو میدان جنگ سے مار بھگایا لیکن اس معرکہ میں خود نے بھی جسم پر بہت بڑے زخم کھائے مگر اس کے باوجود سینہ سپر ہو کر جنگ کرتی رہیں اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! عمارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو نے تو مردوں سے بڑھ کر بہادری دکھائی ہے، اتنی بہادری کسی اور میں کہاں''۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے خود اِن کے زخموں پر پٹی بندھوائی اور دریافت فرمایا! تم کیا چاہتی ہو؟ عرض کیا! ''اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ آخرت میں بھی آپ ﷺ کے قدموں میں جگہ نصیب ہو''۔ جب حضور اکرم ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ مبارک اُٹھائے تو کہنے لگیں۔ ''اب دنیا میں کسی مصیبت کی مجھے پرواہ نہیں''۔ پھر اپنے زخمی بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور اس سے کہا! ''بیٹا! آخر دم تک دُشمنوں سے برسرِ پیکار رہنا'' (عشق رسول کریم ص ۴۰۹)

## حضرت سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ کا عشق رسالت :

حضرت سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آنحضور ﷺ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر کی تیاری کی تو انہوں نے اپنے آقا حضور اکرم ﷺ کا جبہ مبارک اپنی ہمشیرہ حضرت اسماء ؓ کو دیا جو انہوں نے بڑی محبت و ادب سے سنبھال کر رکھا۔ اس جبہ سے حسن عقدت کا یہ عالم تھا جب گھر میں کوئی فرد بیمار ہوتا تو آپ اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کا جبہ مبارک نکال کر دھو کر اس کا پانی مریض کو پلا دیتی تھیں جس سے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

حضرت سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آنحضور ﷺ سے عشق و محبت کا یہ عالم تھا جب بھی آپ ﷺ کا جبہ مبارک دیکھتیں آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے نظروں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کا عہد مسعود اور حسین وجمیل چہرہ مبارک گھوم جاتا تھا (عشق رسول کریم ص ۴۱۴) اور آپ ﷺ کے فراق میں غمگین ہو جاتی تھیں۔

## حضرت سیّدہ فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حُبّ رسالت :

آنحضور ﷺ کے پاس بہت سے جانثار محبتوں کے دیئے جلائے بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سیّدہ فاطمہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضرِ خدمت ہوئیں، بڑے ادب کے ساتھ گویا ہوئیں۔ "یارسول اللہ ﷺ ایک وہ وقت تھا کہ میں دنیا میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ ﷺ کے مکان کے سوا کوئی اور مکان تباہ ہو اور اب محبت کا یہ عالم ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ دنیا میں کوئی اور مکان رہے یا نہ رہے مگر آپ ﷺ کا مکان قائم رہے"۔ اس محبت کرنے والی خاتون کی بات سماعت فرمانے کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتیں جب تک تم مجھے اپنی ذات سے بھی زیادہ نہ چاہو۔ عرض کی۔ بے شک یارسول اللہ ﷺ! اب میرا یہی حال ہے"۔ (عشق رسول کریم ص ۴۱۰) یعنی میں آپ ﷺ سے اپنی ذات سے بھی زیادہ عشق و محبت کرتی ہوں۔

## عشق رسالت کا تقاضہ تعمیل حکمِ رسالت ہے :

عہد حاضر میں ہر شخص اور ہر فرقہ عاشق رسول ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتا پھرتا ہے حالانکہ حقیقی عشق و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی خواہشات اپنی زندگی آپ ﷺ کے تابع فرمان کردے۔ عہد نبوی کا واقعہ ہے ایک نوجوان لڑکی از خود رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہو گئی تھی۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جلیبب کے لیے ایک انصار لڑکی کے باپ کی طرف پیغام نکاح بھیجا اُس نے کہا کہ میں اِس کی ماں سے پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تو وہ بندہ

گھر گیا بیوی سے سوال کیا اُس نے کہا رسول ﷺ کو جلیبیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا حالانکہ ہم نے اِس لڑکی کا فلاں فلاں جگہ بھی رشتہ نہیں کیا وہ تو جلیبیب سے لاکھ درجہ بہتر تھے۔ انصاری کی لڑکی یہ ساری باتیں کھڑی سن رہی تھی۔ جلیبیب آنحضرت ﷺ کو اِس جواب کی خبر دینے کے لیے لوٹنے لگے تو لڑکی نے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی بات ٹھکرا رہے ہو، اگر وہ راضی ہیں تو آپ لوگ نکاح کر دیں گویا لڑکی نے والدین کے سامنے آکر خود یہ رضامندی ظاہر کی۔ والدین نے کہا بیٹی تم نے سچ کہا ہے، فوراً ہی لڑکی کے والد نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ ﷺ کو اگر یہ نکاح پسند ہے تو ہمیں بھی پسند ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تو پسند کیا ہے پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ (خواتینِ اسلام کا مثالی کردار، ترجمہ صفحات نیرات من حیات السابقات، نذیر محمد مکتبی مترجم حبیب اللہ دار الاشاعت کراچی ۱۹۹۹ء)

ایک اور جگہ روایت ملتی ہے سعید بن منصور اور ابن منجار نے مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور اِس بات کا میں نے حضور اکرم ﷺ سے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھ لے کیونکہ یہ بات تمہارے اندر محبت پیدا کرنے والی ہے یہ سن کر میں نے ان کے والدین کو بتایا تو انہوں نے ایک دوسرے کو تعجب خیز نظروں سے دیکھا تو میں نے انکار سمجھا اور کھڑا ہو کر چل پڑا۔ لڑکی نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی اے نوجوان! اگر رسول اللہ ﷺ نے تجھے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے تو تو دیکھ لے، فرماتے ہیں میں نے دیکھ لیا، پھر رسول ﷺ نے ہمارا نکاح کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ ایسی محبت کرنے والی خاتون میں نے نہیں دیکھی اور نہ اس سے زیادہ عزت کرنے والی۔ یہ تھی خواتین کی آپ ﷺ سے محبت، اور محبت کا تقاضا اطاعت ہے خواہ دل کسی حکم کو قبول کرے یا نہ کرے۔ یہ تھیں عاشق رسول خواتین (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۷۶)

## رسول اللہ ﷺ کی محبت و بقاء پر پورے خاندان کو ترجیح دینا :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس دن احد کی جنگ شروع ہوئی مسلمان منتشر ہو گئے لوگوں نے کہا کہ محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے مدینہ میں رونے والی عورتوں کی کثرت ہوگئی۔ ایک انصاری عورت کا باپ، بیٹا اور بھائی شوہر بھی میدان اُحد کی طرف گئے ہوئے تھے وہ بھی راستے میں ملے۔ خاتون فرماتی ہیں پتہ نہیں کون پہلے ملا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے یہ بھائی ہے یہ شوہر ہے یہ بیٹا ہے مگر اس خاتون نے کہا پہلے رسول اللہ ﷺ کی خبر دو۔ انہوں نے کہا وہ سامنے ہیں۔ آپ کے پاس آئیں آپ کی پیشانی سے کپڑا ہٹا دیا اور کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں جب آپ سلامت ہیں کسی کی پرواہ نہیں کہ کون شہید ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے اس نے کہ آپ کے بعد ہر مصیبت بہت معمولی ہے یعنی اس محبت کرنے والی خاتون کی نگاہ میں آپ ﷺ کی محبت اور زندگی پورے خاندان سے زیادہ

اہمیت کی حامل تھی۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۷۳)

## رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی جان قربان کردینا :

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں ایک عورت نے عائشہ صدیقہؓ سے کہا کہ رسول ﷺ کی قبر دکھلا دیجئے تو عائشہؓ نے پردہ ہٹایا اور قبر دکھائی وہ عورت روضۂ مبارک دیکھتے ہی رو پڑی یہاں تک کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔
(خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۷۳)

## خواتین کے حُبِّ رسالت کا اظہار میدان جنگ میں :

خواتین نے آپ ﷺ سے عشق ومحبت کا اظہار صرف زبان سے نہیں کیا بلکہ عملاً آپ ﷺ کے دفاع اور اسلام کے فروغ میں حصہ لیا۔ بعض مؤرخین خواتین کی رسالت کے اس پہلو کو انفرادی واقعات کہہ کر نظر انداز کر جاتے ہیں جو کہ مناسب نہیں، میں یہاں چند واقعات اس حوالہ سے پیش کر رہی ہوں :

## حضرت صفیہؓ کی بہادری :

حضرت صفیہؓ حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں، جب خندق والی جنگ ہو رہی تھی آپ ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حسان بن ثابتؓ کے گھر میں جو قلعہ جیسا تھا رکھ دیا تھا۔ ایک یہودی جاسوسی کی غرض سے آیا حضرت صفیہؓ نے حسان کو کہا کہ آپ جا کر قتل کردیں حضرت حسانؓ نہیں گئے حضرت صفیہؓ نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور ڈنڈا مار کر اُس کو ہلاک کردیا۔

اُحد کی جنگ میں جب لوگوں نے شکست کھائی تو آپ واپس آنے والے مسلمانوں کے منہ پر نیزہ مارتی تھیں اور انہیں واپس کرتی تھیں کہ جاؤ دشمن سے لڑو پسپائی مت اختیار کرو۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۲۴)

## ایک اور مسلم خاتون کا کردار :

امام بخاریؒ نے ربیع بنت معوز سے نقل کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ میدانِ جنگ میں جاتے تھے زخمیوں کو پانی پلانا، اُن کی مرہم پٹی اور شہداء کو مدینہ میں لے کر آنا ہمارا کام تھا۔ اس کے علاوہ دیگر خدمات بھی انجام دیتے تھے۔
(خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۲۵)

## اُم عطیہؓ نے سات غزوات میں آپ کے ساتھ شرکت کی :

امام احمدؒ، امام مسلمؒ، امام ابن ماجہؒ نے اُم عطیہؓ سے نقل کیا کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں

شریک ہوئی ہوں، میں سامان کے پاس ہوتی، کھانا پکاتی تھی۔ زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۲۵)

## اُم عمارۃؓ کا مدعی نبوت مسلیمہ کذاب کے خلاف جذبہ رسالت :

اُم عمارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نام نسیبہ بنت کعب انصاریہ ہے یہ بہت عظیم خاتون تھیں آپ غزوہ خیبر حنین اور احد میں شریک ہوئیں۔ فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں جس طرف دیکھتا تھا یہ عورت اسی طرف سے میرا دفاع کر رہی ہوتی تھی۔

اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اُحد کے دن لڑی مجھے اس میں بارہ زخم آئے، ایک زخم گہرا گردن میں تھا اُس پر مرہم لگایا اتنے میں منادی نے کہا کہ حمراء الاسد میں جمع ہو جائیں میں نے پٹی باندھ کر خون بند کر دیا اور وہاں چلی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں مرتدین والے جہاد میں اُم عمارۃ رضی اللہ عنہا شریک ہوئی تھیں۔ جب مسلیمہ کذاب کو اللہ نے قتل کر دیا جب واپس لوٹیں انہیں بارہ زخم لگے تھے یہ زخم صرف اسی ایک جہاد کے تھے۔

نسیبہ بنت کعب کو جب اپنے بیٹے حبیب بن زید کے قتل کی اطلاع ملی جو مسیلمہ کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے تو انہوں نے قسم کھائی کہ یا مسیلمہ کو ماروں گی یا شہید ہو جاؤں گی تو وہ خالد بن ولیدؓ کے ساتھ یمامہ میں گئیں مسیلمہ مارا گیا اور اس جہاد میں ان کا ایک بازو کٹ گیا تھا۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۲۵)

ابن ہشام نے اُم سعد بنت سعد بن ربیع کے واسطہ سے لکھا ہے میں اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ خالہ مجھے کوئی بات سنایئے فرمانے لگیں کہ میں غزوہ اُحد میں گئی میرے ساتھ مشکیزہ تھا اس میں پانی تھا، ہم اور آپ ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے پاس آئے، اُس وقت جنگ اور اس کے منافع مسلمانوں کے لیے تھے۔ جب مسلمان شکست کھانے لگے میں رسول ﷺ کی طرف پلٹی میں آپ کے ساتھ مل کر لڑ رہی تھی اور تلوار کے ساتھ آپ ﷺ کے دشمنوں کو دفع کر رہی تھی۔ انہیں نیزہ سے مارتے مارتے میں خود زخمی ہو گئی۔ آپ کے کاندھے پر گہرا زخم لگا تھا۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۲۶)

## حضرت خنساءؓ کا عشق رسول اور اپنے بیٹوں کو شہادت کی وصیت کرنا :

جب لوگ قادسیہ میں جمع ہوئے تو خنساء بنت عمرو بن شرید شملیہ نے اپنے چاروں بیٹوں کو بلایا، اُن کو وصیت کی اور کہا اے میرے بیٹے! تم اسلام لا کر فرمانبردار بن گئے اور ہجرت کر کے پسندیدہ بن گئے۔ اللہ کی قسم تمہارے گھر سے باہر

نہیں گئی اور نہ میں تم پر جبر کرتی ہوں اور نہ تمہارے ہلاک ہونے کی طمع کرتی ہوں۔ اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تم ایک ہی باپ کے بیٹے ہو، جس طرح ایک ماں کے ہو۔ میں نے تمہارے باپ کی خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے خالو کو رسوا کیا اور نہ تمہارے نسب کو تبدیل کیا اور نہ تمہاری عزت کو بے آبرو کیا ہے اور تم جانتے ہو کہ اللہ نے کافروں کے ساتھ لڑنے میں کتنا بڑا اجر لکھا ہے اور یاد رکھو! آخرت کا گھر دنیا کے گھر سے بہتر ہے جب صبح ہو جائے تو اپنے دشمنوں کی لڑائی کے لیے جاؤ۔ اللہ سے اپنے دشمنوں پر مدد مانگوں اور جب تم دیکھو کہ جنگ بھڑک چکی ہے اور اس کے شعلے بھڑک اُٹھیں اور آگ اپنے اندر داخل ہونے والوں پر لپکے تو اُس کے شعلوں میں گھس جاؤ۔ اور ان کے آگے اگلے محاذ پر جا کر لڑو غنیمت اور سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو جاؤ، کامیابی عزت کے ساتھ جنت میں ہمیشہ والا گھر بنالو، تو اس کے بیٹے اس کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نکلے اور جب صبح ہوئی تو وہ میدان جنگ میں کود پڑے اور ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے جب ان کے قتل کی خبر خنساءؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی اُس نے کہا الحمد اللہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ان کے قتل کے ذریعہ ہمیں عزت دی اور میں اُمید کرتی ہوں کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ان کے ساتھ اکٹھا کر دیں گے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے چاروں بیٹوں کا وظیفہ اُن کی والدہ کو دیتے تھے اور ہر ایک کا وظیفہ دو سو درہم تھا۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۱۷۵)

ان مختصر واقعات سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں مردوں کی طرح خواتین میں بھی بے پناہ حُبِ رسول ﷺ موجزن تھا بلکہ اُن کی زندگی پر غالب تھا۔ آج اگر ہماری بہنیں اِن واقعات کو اپنے لیے راہِ عمل بنالیں تو میں یقین سے کہہ سکتی ہوں جلد انقلابی تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆☆☆

## قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

سیّد امین گیلانی

# بھیج تو اُن پہ درود اُن پہ صلوٰۃ اُن پہ سلام

وہ نبیوں کے نبی وہ ہیں اماموں کے امام
اُن کے بندوں کا مَیں بندہ ہوں غلاموں کا غلام

اللہ اللہ یہ عظمت یہ محبت دیکھیں
خود خدا بھیجتا ہے اُن پہ درود اُن پہ سلام

مَلک آتے ہیں فلک سے وہاں جھاڑو دیتے
حُجرہ پاک جہاں ہے میرے آقا کا قیام

جوق در جوق اُترتے ہیں فرشتوں کے جنود
سلسلہ بند یہ ہوتا ہی نہیں، صبح نہ شام

آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے دنیا کی طرف
اپنے مستوں کو پلاتے ہیں وہ یوں جام پہ جام

تیرے میخانے میں پہنچوں میں مدینے کیسے
بن پئے ساقیا میرے لیے جینا ہے حرام

کتنے ناداں ہو تم موت سے ڈرنے والو
مر کے دیکھو تو سہی موت میں ہے عمرِ دوام

چوکڑی بھول گئے ہوتے ختن کے آہو
دیکھ لیتے جو کبھی آپ کا اندازِ خرام

جتنی اُمت ہے مِرے آقا ہیں سب کے آقا
جتنی اُمت ہے وہ سب ہے مِرے آقا کی غلام

ہجر میں آنکھ برستی ہے تو دل ہے بے تاب
جانے والو ، مِرا مولا کو یہ دینا پیغام

قسم اللہ کی وُہی شافعِ محشر ہوں گے
کملی والے کے سوا غیر کا تو ہاتھ نہ تھام

کوئی کافر بھی الگ کر نہیں سکتا اِن کو
جہاں اللہ کا ہے نام ، وہاں آپ کا نام

جب وہ لب کھولتے اَحجار میں پڑ جاتی تھی جان
جب وہ تکتے تھے تو اشجار بھی کرتے تھے سلام

مُسکرا دیتے جہاں بھی وہ چمن کِھل جاتے
سنگ رَیزوں کو بنا دیتے گُہر وقتِ خرام

اِک یہی گُر ہے کہ ہو اُن کی توجہ حاصل
بھیج تو اُن پہ درود اُن پہ صلوٰۃ اُن پہ سلام

اُس کی تقدیر پہ رشک آئے نہ کیوں گیلانیؔ
جس نے دیکھا ہے اُنہیں، جس نے سُنا اُنکا کلام

# دینی مسائل

## ﴿ نماز میں حدث ہو جانے کا بیان ﴾

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاساد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہوگا جس سے صرف وضو ٹوٹتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں۔ اختیاری ہوگا یا غیر اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں۔ اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے ڈالے کے سر میں لگے اور خون نکل ائے ان سب صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔ اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو سورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون، بے ہوشی یا امام کا مرجانا وغیرہ، یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، اخانہ، مذی، بے ہوشی یا امام کا مرجانا وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار واجازت ہے کہ اس حدث کے رفع کرنے کے بعد اسی نماز کو تمام کرلے اور اس کو بناء کہتے ہیں لیکن گر نماز کا اعادہ کرے یعنی شروع سے پڑھے تو بہتر ہے اور اس بناء کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں :

(۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

(۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لیے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قران مجید کی تلاوت نہ کرے قاس لیے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔

(۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی نا یسا فعل کرے جس سے بچنا ممکن ہو۔

(۴) حدث کے بعد بغیر کسی عذر کے ایک رکن ادا کرنے کے بقدر توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے۔ ہاں اگر عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو تو اس صورت میں ارآنے میں ایک رکن کے بقدر دیر لگ جائے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ : منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے۔ مگر وضو تمام سنن و مستحبات کے ساتھ پورا کرے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے۔ پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے۔ وضو کے بعد چاہے وہیں اپنی

بقیہ نماز پوری کرلے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہیں جا کر پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر توڑ دے اور وضو کے بعد از سرِ نو نماز پڑھے۔

مسئلہ : امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اُس کو چاہیے کہ فوراً وضو کرنے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ بنانا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کردے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتادے ک میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لیے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اُٹھادے۔ دو رکعت باقی ہو تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے۔ سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قرأت باقی ہو تو منہ پر سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر جبکہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فاصلہ حائل ہو جس سے اقتداء صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ وہاں کھڑے ہونا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز پوری کرلے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔

مسئلہ : اگر پانی مسجد کے صحن کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ بنانا ضروری نہیں چاہے بنائے اور چاہے نہ بنائے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔

مسئلہ : خلیفہ بنا دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح پوری کرے۔

مسئلہ : اگر امام کسی کو خلکفہ نہ بنائے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ بنادیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا اور جماعت نئے سرے سے ہوگی۔

مسئلہ : اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہیے۔ وضو کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز پوری کرلے۔ اور اگر جماعت باقی ہو تو مقتدی کو واپس اپنی جگہ پر جا کر نماز پڑھنی چاہیے لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز اقتداء سے مانع نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے پہلی جگہ میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرلے اور یہی بہتر ہے۔

مسئلہ : اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے تو اس کو چاہیے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ : اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں اس کے بعد اکہ وہ التحیات کے بقدر نہ بیٹھا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا قصداً حدث اصغر ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

تنبیہ : چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور ان میں پختگی نہ ہونے کی وجہ سے غلطی ہونے کا احتمال ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ بناء نہ کریں بلکہ سلام کے ساتھ وہ نماز قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

## جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے ان کا بیان :

نماز پڑھنے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کر بیٹھ جانا درست ہے خواہ یہ اُمید ہو کہ وقت کے اندر نماز مل جائے گی یا اس کی امید نہ ہو اور وقت نہ رہنے کی صورت میں قضا پڑھے۔

مسئلہ : سامنے سانپ آگیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ : رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آگئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا دست ہے۔

مسئلہ : نماز میں کسی نے جوتا اُٹھالیا اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نیت توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ : کوئی عورت نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین ماشہ چاندی کے لگ بھگ ہے نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ غرض کہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین ماشہ چاندی کے لگ بھگ ہو تو اس کی حفاظت کے لیے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ : کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور س اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لیے نماز کا توڑ دینا فرض ہے۔ اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ : کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لیے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ : ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ یا ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کی ضرورت سے گیا اور آتے جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اُٹھالے۔ لیکن اگر کوئی اور اُٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ (باقی صفحہ ۶۳)

# حاصلِ مطالعہ

﴿حضرت مولانا نعیم الدین صاحب..........اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور﴾

## ایک عجیب مسئلہ کا حل :

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں :

''ایک مرتبہ استفتاء آیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی ایسی عبادت کرے گا جس میں عبادت کے وقت کوئی دوسرا شریک نہیں ہوگا اگر اُس نے قسم پوری نہیں کی تو اُس کی بیوی کو تین طلاق۔ علماء یہ استفتاء سن کر حیرت میں پڑ گئے کہ ایسی کون سی عبادت ہوسکتی ہے جس میں وہ بالکل تنہا ہو اور رُوئے زمین پر کوئی شخص بھی اُس وقت وہ عبادت نہ کر رہا ہو۔ حضرت شیخ (عبدالقادر جیلانیؒ) کے پاس استفتاء آیا تو بے تکلف فرمایا کہ مَطاف اس کے لیے خالی کر دیا جائے اور وہ سات چکر کر کے خانہ کعبہ کا طواف تنہا مکمل کرے۔ علماء نے یہ جواب سن کر بے ساختہ دادِ تحسین دی اور کہا کہ یہی ایک صورت ہے کہ وہ بلا شرکتِ غیرے عبادت کرے اور اپنی قسم پوری کرے اس لیے کہ طواف بیت اللہ پر موقوف ہے، اور مَطاف اُس شخص کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے، اب اس عبادت میں کہیں بھی شرکت کا امکان نہیں''۔ [۱]

## عَاقِلُ اَھْلِ الْاُنْدُلُسِ :

مندرجہ بالا عنوان کا ترجمہ ہے ''اُندلس والوں میں عقل مند آدمی'' یہ خطاب حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک شاگرد کو دیا تھا، اس کا سبب کیا ہوا، ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ دِمیرِیؒ تحریر فرماتے ہیں :

---

[۱] تاریخ دعوت وعزیمت ج ۱ ص ۲۰۲

''مروی ہے کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک جماعت حاضر تھی جو آپ سے تحصیلِ علم میں مشغول تھی۔ اثناء درس کسی کہنے والے نے کہا کہ شہر میں ہاتھی آیا ہے۔ سارے شاگرد ہاتھی کو دیکھنے کے لیے چلے گئے ماسوائے یحیٰی بن یحیٰی لیثی اُندلسی کے کہ وہ نہیں گئے، حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اُن سے پوچھا ''لِمَ لَمْ تخرج لِترَی ھذا الخلق العجیب؟'' یحیٰی تم اس عجیب مخلوق کو دیکھنے کیوں نہیں گئے، یہ تو تمہارے ملک میں ہوتا بھی نہیں؟ یحیٰی نے کہا کہ حضرت میں اپنے وطن (اُندلس) سے آپ کے ملاحظے، آپ کی سیرت واخلاق کے اپنانے اور آپ کے علوم کی تحصیل کے لیے آیا ہوں، ہاتھی دیکھنے نہیں آیا۔ حضرت امام مالکؒ یحیٰی کے اِس جواب سے بہت خوش ہوئے اور اُنہیں ''عاقلِ اہلِ اُندلس'' کا خطاب دیا۔ تحصیل علم کے بعد یحیٰی اُندلس واپس چلے آئے اور وہاں علمی ریاست آپ پر ختم ہوئی، اس علاقے میں آپ ہی کے ذریعہ حضرت امام مالکؒ کا مذہب شائع ہوا، مؤطا امام مالک کی مشہور ترین اور سب سے اچھی روایت یحیٰی بن یحیٰی ہی کی روایت شمار ہوتی ہے، اُمراء کے ہاں آپ انتہائی قابلِ تعظیم سمجھے جاتے تھے، آپ مستجاب الدعوات تھے، ۲۳۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ قرطبہ شہر کے باہر مقبرہ ابن عباسؓ میں آپ کی قبر مبارک ہے جس کے وسیلہ سے بارانِ رحمت طلب کی جاتی ہے'' [۲]

## ماں کی بددعاء :

علامہ ابن خلکانؒ (م:۶۸۱ھ) تحریر فرماتے ہیں :

''علامہ زمخشری کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی، لوگوں نے اُن سے اِس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ میری والدہ کی بددعاء کا نتیجہ ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اس کی ٹانگ میں ایک ڈورا باندھ دیا، اتفاقاً وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اُڑ کر ایک دیوار کے شگاف میں گھس گئی، میں نے ڈورا پکڑ کر زور سے کھینچا تو وہ اس شگاف سے نکل آئی مگر ڈورے سے اُس کی ٹانگ کٹ گئی، والدہ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اور مجھے یہ کہہ کر بددعا دی کہ جس طرح تو نے اِس کی ٹانگ کاٹی ہے خدا تیری ٹانگ بھی ایسے ہی کاٹ دے۔ جب میں طالب علمی کی عمر کو پہنچا اور تحصیلِ علم کی غرض سے بخارا جانے کے لیے چلا تو دورانِ سفر سواری سے گر پڑا۔ بخارا جا کر میں نے بہت علاج کروایا مگر ٹانگ کٹائے بغیر بات نہ بنی، انجام کار ٹانگ کٹوانی پڑی'' [۳]

---

[۲] حیاۃ الحیوان عربی ج ۲ ص ۱۸۸ [۳] وفیات الاعیان ج ۱

## سکندرذوالقرنین اور ایک صالح قوم :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں نمرود کے بعد ایک نیک وصالح اور عادل حکمران گزرے ہیں جنہوں نے تمام رُوئے زمین پر حکمرانی کی تھی اِن کا نام سکندر تھا اور لقب ذوالقرنین تھا اِنھیں ذوالقرنین کیوں کہتے تھے اس کی متعدد وجہیں ذکر کی گئی ہیں: (۱) قرن کے معنی جانب اور کنارہ کے ہوتے ہیں چونکہ انہوں نے دنیا کی دونوں جانبوں یعنی مشرق و مغرب کا چکر لگایا تھا اس لیے انہیں ذوالقرنین یعنی دو جانبوں والا کہا گیا (۲) قرن کے معنٰی نسل کے بھی آتے ہیں چونکہ اُن کے زمانہ میں لوگوں کی دو نسلیں گزریں تھیں اس لیے ذوالقرنین کہا گیا یعنی دونسلوں والے (۳) قرن کے معنی مینڈھی کے بھی آتے ہیں چونکہ اُن کے بالوں کی دو مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں اس لیے انہیں ذوالقرنین کہا گیا یعنی دو مینڈھیوں والے (۴) بعضوں نے کہا ہے کہ چونکہ انھیں علمِ ظاہری اور علمِ باطنی دونوں سے نوازا گیا تھا اس لیے انھیں ذوالقرنین کہا گیا۔ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ کا طواف بھی کیا تھا ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے اور سولہ سو برس اِن کی عمر ہوئی تھی یہی وہ بادشاہ ہیں جنہوں نے یاجوج وماجوج کی شرارتوں سے بچنے کے لیے ''سدِّ سکندری'' بنایا تھا جس کا قرآن پاک میں تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ اِن کا ایک واقعہ علامہ دِمیرِیُ نے ذکر کیا ہے یہ واقعہ چونکہ بہت سی حکمت کی باتوں پر مشتمل ہے اس لیے ذکر کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیے :

علامہ دِمیری'' تحریر فرماتے ہیں :

''روایت ہے کہ ذوالقرنین نے جب سدِّ سکندری بنالیا اور اُس کو خوب مستحکم کر لیا تو آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور چلتے چلتے آپ کا گزر ایک ایسی صالح قوم پر ہوا جو راہِ حق پر گامزن تھی اور اُن کے جملہ اُمور حق پر مبنی تھے اور اُن میں اوصافِ حسنہ بدرجہ کمال موجود تھے۔ روزمرہ کے امور میں عدل اور ہر چیز کی مساوی تقسیم، انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا، آپس میں صلہ رحمی، حال وقال ایک، ان کی قبریں ان کے دروازوں کے سامنے، ان کے دروازے غیر مقفل، نہ اُن کا امیر و قاضی، نہ آپس میں امتیازی سلوک، نہ کسی قسم کا لڑائی جھگڑا، نہ گالم گلوچ اور نہ قہقہہ بازی، نہ رنج و غم، آسمانی آفات سے محفوظ، عمریں دراز، نہ اُن میں کوئی مسکین نہ کوئی فقیر۔ ذوالقرنین کو یہ حالات دیکھ کر تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ تم لوگ مجھ کو اپنے حالات سے مطلع کرو کیونکہ میں تمام دنیا میں گھوما ہوں اور بے شمار بحری اور بری اسفار کیے ہیں مگر تم جیسی صالح اور کوئی قوم نظر نہیں آئی۔ اُن کے نمائندہ نے کہا کہ آپ جو چاہیں سوال کریں میں اُن کے جواب دیتا جاؤں گا۔

ذوالقرنین : تمہاری قبریں تمہارے گھروں کے دروازوں کے سامنے کیوں ہیں؟

نمائندہ : ایسا ہم نے عمداً اِس لیے کیا ہے تاکہ ہم موت کو نہ بھول جائیں بلکہ اس کی یاد ہمارے دلوں میں باقی رہے۔

ذوالقرنین : تمہارے دروازوں پر قُفل (تالے) کیوں نہیں؟

نمائندہ : ہم میں سے کوئی مشتبہ نہیں بلکہ سب امانت دار ہیں۔

ذوالقرنین : تمہارے یہاں امراء کیوں نہیں ہیں؟

نمائندہ : ہم کو امراء کی حاجت نہیں ہے۔

ذوالقرنین : تمہارے اُوپر حکام کیوں نہیں ہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہم آپس میں جھگڑا نہیں کرتے جو حکام کی ضرورت پیش آئے۔

ذوالقرنین : تم میں اغنیاء یعنی مالدار کیوں نہیں ہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہمارے یہاں مال کی کثرت نہیں ہے۔

ذوالقرنین : تمہارے یہاں بادشاہ کیوں نہیں ہیں؟

نمائندہ : ہمارے یہاں دنیوی سلطنت کی کسی کو رغبت ہی نہیں۔

ذوالقرنین : تمہارے اندر اَشراف (بڑے اور سردار) کیوں نہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہمارے اندر تفاخر کا مادہ ہی نہیں۔

ذوالقرنین : تمہارے اندر اختلاف کیوں نہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہمارے اندر صلح کا مادہ بہت زیادہ ہے۔

ذوالقرنین : تمہارے یہاں آپس میں لڑائی جھگڑا کیوں نہیں؟

نمائندہ : ہمارے یہاں حلم و بردباری کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔

ذوالقرنین : تم سب کی بات ایک ہے اور طریقہ راست ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

نمائندہ : یہ اِس وجہ سے ہے کہ ہم آپس میں نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ دھوکہ دیتے ہیں اور نہ غیبت کرتے ہیں۔

ذوالقرنین : تمہارے سب کے دل یکساں اور تمھارا ظاہر و باطن بھی یکساں ہے اِسکی کیا وجہ ہے؟

نمائندہ : اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب کی نیتیں صاف ہیں اِن سے حسد اور دغا نکل گئے ہیں۔

ذوالقرنین : تم میں کوئی مسکین وفقیر کیوں نہیں ہے؟

نمائندہ : کیونکہ جو کچھ ہمارے یہاں پیدا ہوتا ہے ہم سب اُس کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

ذوالقرنین : تمہارے یہاں کوئی درشت مزاج اور تند خو نہیں ہے؟

نمائندہ : کیونکہ ہم سب خاکسار اور متواضع ہیں۔

ذوالقرنین : تم لوگوں کی عمریں دراز کیوں ہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہم سب ایک دوسرے کے حق کو ادا کرتے ہیں اور حق کے ساتھ آپس میں انصاف کرتے ہیں۔

ذوالقرنین : تم باہم ہنسی مذاق کیوں نہیں کرتے؟

نمائندہ : تاکہ ہم استغفار سے غافل نہ ہوں۔

ذوالقرنین : تم غمگین کیوں نہیں ہوتے؟

نمائندہ : ہم بچپن سے بلاد مصیبت جھیلنے کے عادی ہو گئے ہیں لہٰذا ہمیں ہر چیز محبوب ومرغوب ہو گئی ہے۔

ذوالقرنین : تم لوگ آفات میں کیوں نہیں مبتلا ہوتے جیسا کہ دوسرے لوگ ہوتے ہیں؟

نمائندہ : کیونکہ ہم غیر اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے اور نہ نجوم وغیرہ کے معتقد ہیں۔

ذوالقرنین : اپنے آباؤ اجداد کا حال بیان کرو، وہ کیسے تھے؟

نمائندہ : ہمارے آباؤ اجداد بہت اچھے لوگ تھے وہ اپنے مساکین پر رحم کرتے اور جو اُن میں فقیر ہوتے ان سے بھائی چارہ کرتے، جو اُن پر ظلم کرتا اُس کو معاف کر دیتے اور جو اُن کے ساتھ برائی کرتا وہ اُن کے ساتھ بھلائی کرتے تھے، جو اُن کے ساتھ جہل کا معاملہ کرتا وہ اُن کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرتے، آپس میں صلہ رحمی کا معاملہ کرتے، نماز کے اوقات کی حفاظت کرتے، اپنے وعدوں کو پورا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہر کام درست کر رکھے تھے اور جب تک وہ زندہ رہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے آفات سے محفوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اب اُن کی اولاد یعنی ہم کو بھی اُنہی کے نقشِ قدم پر ثابت رکھا۔

یہ سب باتیں سن کر ذوالقرنین نے کہا اگر میں کسی جگہ قیام کرتا تو تمہارے پاس کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے کہیں قیام کی اجازت نہیں اس لیے معذور ہوں" [۴]

---

[۴] حیاۃ الحیوان عربی ج ۲ ص ۱۱۶

## شریعت کا حکم توڑنے کا انجام :

کتاب وسنت کی نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا جسم انسان کے پاس امانت ہے انسان کو اس بات کی تو اجازت ہے کہ وہ اسے جائز اُمور میں استعمال کرے لیکن اس کی اجازت ہرگز نہیں کہ وہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو ضائع کرے یا اُسے اپنے سے جدا کر کے دوسرے کو دیدے یا فروخت کردے، اسی لیے شریعت نے خودکشی کو حرام اور انسانی اعضاء کی قطع وبُرید کو ناجائز قرار دیا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ مرتے وقت اپنی آنکھیں عطیے میں دینے کی وصیت کرتے ہیں یہ غلط اور گناہ ہے۔ اسی طرح آج کل کچھ لوگ اپنے گردے غربت کی وجہ سے فروخت کردیتے ہیں اور کچھ لوگ مرتے وقت اُن کے عطیے میں دینے کی وصیت کرتے ہیں یہ بھی ناجائز اور گناہ ہے شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اِس میں انسانیت کا بھلا ہے اس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اُن کی یہ بات غلط ہے اول تو شریعت نے جس کام سے منع کردیا ہو اُسے جائز قرار دینے کے لیے حیلے نہیں کرنے چاہئیں، دوسرے اس طرح دوسروں کا فائدہ یقینی نہیں ہوتا موہوم ہوتا ہے، جبکہ گردے دینے والے کا نقصان یقینی ہوتا ہے۔ موہوم فائدہ کے لیے یقینی نقصان برداشت کرنا عقل کے خلاف ہے۔

گزشتہ دنوں غربت کے مارے ایک شخص کے گردہ دینے کی رپورٹ اخبار میں چھپی ہے جس میں اس نے اپنے نقصان کا رونا رویا ہے، آج کل لوگ چونکہ اخباری خبروں پر اعتماد زیادہ کرتے ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اپنے قارئین کو بھی وہ خبر پڑھوائی جائے، ملاحظہ فرمائیے :

غربت دُور کرنے کے لیے گردے بیچے، زخم خراب ہونے
پر ساری رقم علاج پر لگ گئی، قرض بھی چڑھ گیا۔

" بصیر پور (نامہ نگار) ٹبی والا کے رہائشی محنت کش ماموں بھانجے نے اپنی غربت دور کرنے کے لیے ایک ایک گردہ فروخت کیا لیکن انفیکشن ہونے پر ساری رقم علاج پر لگ گئی بلکہ اُلٹا قرض بھی چڑھ گیا۔ تفصیلات کے مطابق بھائی پھیرو کے بھٹہ مزدور عباس اور اُس کے بھانجے مرتضٰی نے بہکاوے میں آکر اپنی غربت دُور کرنے کی خاطر ۸۵ ہزار میں اپنا ایک ایک گردہ بیچ ڈالا جن میں سے ۳۰، ۳۰ ہزار اُن کے آپریشن پر خرچ ہوگئے جبکہ باقی رقم بھی زخم خراب ہونے پر علاج پر لگ گئی اور ابھی بھی وہ قرضہ لے کر علاج ومعالجہ کروا رہے ہیں۔ مرتضٰی اور عباس کے مطابق انہوں نے مقدمہ بازی کا قرض اُتارنے اور خوشحالی کے لیے یہ قدم اُٹھایا تھا لیکن اُن کا مقصد بھی پورا نہیں ہو

سکا بلکہ اب وہ کوئی سخت کام کرنے کے قابل بھی نہیں رہے۔انہوں نے انکشاف کیا کہ بھٹہ خشت کے ان کے دیگر کئی ساتھی مزدو بھی گردے فروخت کر چکے ہیں۔عباس اور مرتضیٰ دونوں غیر شادی شدہ ہیں۔انہوں نے بتایا کہ وہ بھائی پھیرو بائی پاس پر واقع حیات ڈوگر، اقبال عرف بالا اور چودھری طارق کے بھٹہ پر مزدوری کرتے تھے جہاں پر ایجنٹ نے انہیں ورغلایا اور لاہور جیل روڈ کے ایک ہسپتال میں لے جا کر ان کا ایک ایک گردہ نکلوادیا۔انہوں نے بتایا کہ انہیں صرف ۳ دن ہسپتال میں رکھنے کے بعد دوائیاں دے کر گھر بھجوا دیا گیا۔وہ اپنا علاج خود کروا رہے ہیں۔دریں اثناء انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت گردے نکلوانے کا کام کرنے والے ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کرے۔" (روزنامہ نوائے وقت ۵ رمحرم الحرام ۱۴۲۵۔۲۶ رفروری ۲۰۰۴ء صفحہ آخر)

## حجاب کا استعمال کینسر سے بچاتا ہے :

شریعت مطہرہ نے خواتین کو حجاب یعنی برقع استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔حجاب کے بہت سے فائدے شریعت نے بتلائے ہیں۔حال ہی میں ڈاکٹروں نے حجاب کا ایک انتہائی اہم فائدہ بتلایا ہے ملاحظہ فرمایئے اور شریعت کی صداقت کی داد دیجئے :

جدہ (آن لائن) اسلامی حجاب استعمال کرنے والی خواتین میں منہ اور حلق کے کینسر کے امکانات بہت کم ہوجاتے ہیں۔سعودی عرب سے شائع ہونے والے اخبار کی رپورٹ کے مطابق حال ہی میں سعودی نیشنل گارڈ ہسپتال جدہ کے شعبہ آنکالوجی کے ماہرین نے ایک تحقیق کی ہے جس کے مطابق حجاب کی پابندی کرنے والی خواتین میں منہ اور حلق کے مختلف حصوں کے کینسر کی شرح بہت کم ہے۔سینئر عہدیدار ڈاکٹر کمال ملاکار نے بتایا کہ تین سالہ تحقیق سے یہ بات نوٹ کی گئی کہ ریاض، جدہ اور اسیر کے علاقوں میں خواتین میں منہ اور حلق کے کینسر کے بہت کم کیس سامنے آئے اس کی بنیادی وجہ اسلامی حجاب کا استعمال ہے۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۲۵ ۲۰ رمارچ ۲۰۰۴ء صفحہ آخر)

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

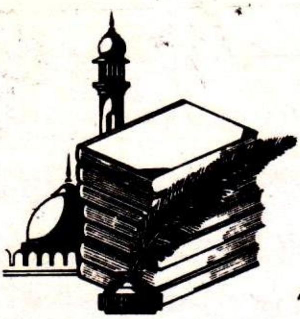

# تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : درسِ قرآن جلد نمبر ۳ تا ۷

ترتیب : مجلس تحقیقاتِ اسلامیہ ملتان

صفحات : فی جلد تقریباً ۱۳۰

سائز : ۲۰×۳۰/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت :

پیشِ نظر کتاب کی جلد اول و دوم پر ہماری جانب سے تبصرہ شائع ہو چکا ہے اس وقت ہمارے سامنے درسِ قرآن کی جلد نمبر ۳ تا ۷ ہیں، ہر جلد میں ایک سپارہ کا ترجمہ وتفسیر دی گئی ہے۔قرآن کریم کے معانی ومطالب سے عوام الناس کو واقف کرانے کے لیے درس قرآن کا یہ سلسلہ نہایت مفید وکار آمد ہے، ایک جلد میں سے ایک درس اگر روزانہ سنادیا جائے تو صرف دس یا پندرہ منٹ صرف ہوں گے لیکن اس طرح قرآن پاک کے صحیح ترجمہ اور صحیح مطلب سے آگاہی ہو جائے گی اور موجودہ دور میں قرآن فہمی کے نام سے چلنے والی بہت سی گمراہ کن تحریکوں سے بھی نجات ملے گی۔

☆

نام کتاب : مصائب اور اُن کا علاج

افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

صفحات : ۲۰۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت :

آج کل معاشرہ میں ہر انسان اپنے آپ کو مصیبت اور پریشانی میں محسوس کرتا ہے لیکن نہ اسے یہ پتہ ہے کہ مصیبت کیا ہوتی ہے اور نہ یہ پتہ ہے کہ مصیبت و پریشانی کا حل کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں حضرت تھانویؒ اور دیگر اکابر کی تحریرات کی روشنی میں اسی چیز کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی ایسی چیزیں جنھیں ہم نے مصیبت سمجھ رکھا ہے وہ حقیقت میں مصیبت ہیں ہی نہیں اور بہت سے مصائب ایسے ہیں جن میں اللہ کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اس حقیقت کے سمجھنے سے بہت سی پریشانیاں از خود حل ہو جاتی ہیں اس حوالہ سے عوام الناس کے لیے اِس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید و کار آمد ہے۔

☆

نام کتاب : واقعاتِ حیرت انگیز امام اعظمؒ (فارسی)

تالیف : مولانا عبد القیوم حقانی

مترجم : مولانا پائندہ محمد زعیم

صفحات : ۱۶۷

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوھریرۃؓ نوشہرہ

قیمت :

مولانا عبد القیوم حقانی زید مجدہم نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات پر مشتمل ایک کتاب اُردو میں لکھی تھی، زیرِ تبصرہ کتاب اُسی اُردو کتاب کا فارسی ترجمہ ہے جو دار العلوم حقانیہ کے مدرس مولانا پائندہ صاحب نے کیا ہے۔

☆

نام کتاب : معجزات سرورِ عالم (ﷺ)

تالیف : میجر فتح محمد

صفحات : ۸۰

ناشر : القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرۃؓ نوشہرہ

قیمت : ۴۰/

میجر فتح محمد صاحب، حضرت مولانا عبد الحق صاحبؒ کے متعلقین میں سے ہیں آج کل زیادہ تعلق مولانا

عبدالقیوم حقانی صاحب سے رکھتے ہیں۔ میجر صاحب نے زیرِ نظر کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے متعدد معجزات کو سلیقہ کے ساتھ باحوالہ ذکر کیا ہے۔ اندازِ بیان آسان و دلنشین ہے۔

☆

نام کتاب : علماءِ دیوبند کا عقیدۂ حیات النبی (ﷺ)

تالیف : مولانا عبدالحق خان بشیر

صفحات : ۱۲۸

ناشر : حق چاریار اکیڈمی، مدرسہ حیات النبیؐ گجرات

قیمت : ۶۰/

دورِ حاضر کے المیوں میں سے ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ لوگ اسلاف و اکابر سے اعتماد اُٹھا کر دین میں آزادی و خودرائی کا شکار ہونے لگے ہیں جس کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ جو مسائل صدیوں سے طے شدہ چلے آرہے ہیں اُنھیں بھی تختۂ مشق بنالیا گیا ہے۔ اُن طے شدہ مسائل میں سے ایک عقیدۂ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی ہے۔ عقیدۂ حیات النبی ﷺ دورِ صحابہ سے اجماعی چلا آرہا ہے، تمام اہلِ سنت اس عقیدہ کے قائل ہیں۔ بدقسمتی سے کچھ حضرات اس اجماعی عقیدہ کو متنازع بنانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے سامنے کچھ اس انداز سے اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں کہ سن کر حیرت ہونے لگتی ہے۔ حال ہی میں منکرین حیات النبی ﷺ کی جانب سے ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ عقیدہ متنازع ہے اور علماء دیوبند بھی اس کے قائل نہیں تھے، اس رسالہ سے چونکہ بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لیے اہلِ حق کی جانب سے اس کا جواب ضروری تھا۔ مولانا عبدالحق بشیر زید مجدہم اہلِ حق کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بروقت اس رسالہ کا نوٹس لیتے ہوئے مصنف کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کردیا۔ مولانا عبدالحق صاحب کی یہ کتاب پہلے بھی شائع ہوئی تھی، زیرِ تبصرہ کتاب اُسی کتاب کا نیا اڈیشن ہے جو اپنی ظاہری و معنوی خوبی کے ساتھ دوبارہ شائع کیا گیا ہے، علماء و عوام سب ہی کے لیے اس کا مطالعہ مفید و کارآمد ہے۔

☆

نام کتاب : مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور تنظیم فکرِ ولی اللہی

تالیف : مولانا عبدالحق خان بشیر

صفحات : ۳۲۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : حق چاریار اکیڈمی، مدرسہ حیات النبیؐ گجرات

قیمت : ۱۵۰/

پیشِ نظر کتاب میں مولانا عبدالحق خان بشیر زید مجدہم نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے بارے میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور زیرِ بحث موضوع کے تمام مالۂ وماعلیہ کو دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مولانا موصوف نے اپنی کتاب کو درج ذیل چار ابواب پر منقسم فرمایا ہے۔ باب اول امام ولی اللہ دہلویؒ کا فکر وفلسفہ، باب ثانی مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے اصول ونظریات، بات ثالث تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی اپنی جدوجہد کے آئینہ میں، باب رابع فکری تحریک کے افکارِ فاسدہ۔ مولانا موصوف کی یہ کاوش اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کا اکثر حصہ قائد اہلِ سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ کا مصدقہ ہے۔ تاریخ کے طلبہ کے لیے عموماً اور اس موضوع سے متعلق حضرات کے لیے خصوصاً یہ کتاب خاصہ کی چیز ہے۔ (ن۔ا)

☆☆☆

## بقیہ دینی مسائل

مسئلہ : اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ : اگر کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں پکارا یوں ہی پکارا تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ : اور اگر نفل یا سنت پڑھتا ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھتا ہے تو ایسے وقت میں نماز توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے اگر نماز توڑ کے نہ بولے گا تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

# مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آگیا ہے لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہلِ خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ =9050 فٹ

| | |
|---|---|
| سریا (18 ٹن) | * 3,60,000.00 |
| بجری (4800CFT) | 85,000.00 |
| ریت (2400CFT) | 15,000.00 |
| سیمنٹ (700Bags) | 1,75,000.00 |
| الیکٹرک پائپ | 25,000.00 |
| دیواریں اور بیم | 2,50,000.00 |
| مزدوری | 1,30,000.00 |
| | 10,40,000.00 |

* نوٹ : سریا مہنگا ہونے کی وجہ سے اب یہ قیمت دوگنا ہوگئی ہے